اکتوبر 2026

قیمت: 200 روپے

www.monthlycrimebureau.com

ABC Certified باقاعدہ تصدیق شدہ

CRIME BUREAU

ماہنامہ

کرائم بیورو

کراچی

خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی اور گورنر راج کس قانون کے تحت نافذ ہوئے؟

'خطے کے تقریباً نصف غریب پاکستان میں رہتے ہیں'

کشمیر میں 'پاکستانی عسکریت پسند' کی ہلاکت سے متعلق انڈین دعوے اور محمد آصف کی میڈیا پر پیشی

مسٹری ڈاک

رابیل امر

ریٹائرمنٹ پر میسی کی جذباتی تقریر اور ساتھی کھلاڑیوں کا خراج تحسین:

مبینہ ویزا فراڈ کے باعث طالبہ لائبہ اعجاز کی خودکشی

CRIME STOPPERS

شیبا شاہ
(ویمن ڈی آئی جی جیل)

ڈی ایس پی اعجاز قائمخانی
(ڈرائیونگ لائسنس برانچ ناظم آباد)

انسپکٹر غلام رسول ارباب
(ایس ایچ او گارڈن پولیس اسٹیشن)

اے ایس آئی صلابت خان
(چوکی انچارج افغان بستی)

www.monthlycrimebureau.com

ABC Certified باقاعدہ تصدیق شدہ

CRIME BUREAU

ماہنامہ

کرائم بیورو

کراچی

جلد نمبر 06 | اکتوبر 2026ء | شمارہ نمبر 11

قیمت: 200 روپے

فرمان مصطفیٰ ﷺ

جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(صحیح البخاری: 2442)

فرمان الٰہی

میرے بندو تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میرا احسان مانو اور ناشکری نہ کرو۔

(البقرہ: 152)

فہرست

خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی اور گورنر راج کس قانون کے تحت نافذ ہوئے؟	05-06
’میں زندہ ہوں اور آپ کے سامنے ہوں‘ محمد آصف کی میڈیا پر پیشی	07
’خطے کے تقریباً نصف غریب پاکستان میں رہتے ہیں‘	08
مبینہ ویز افراڈ کے باعث طالبہ لائبہ اعجاز کی خودکشی	09-10
مشرق وسطیٰ میں کشیدگی کیا خطرناک مرحلے میں داخل ہو رہی ہے؟	11
حکومت کس قانون کے تحت کے پی میں ایمرجنسی یا گورنر راج نافذ کرسکتی ہے؟	12-13
حاملہ اہلیہ پر تشدد، مقدمے میں اقدام قتل اور چوری کی دفعات شامل	14
نئی بلٹ پروف گاڑیوں کے لیے 6.9 ارب روپے	15
یوم آزادی پر کراچی کو خون میں نہلانے کا غیر ملکی منصوبہ ناکام	16
پی ٹی سی سعید آباد میں ریکروٹ کورس کی شاندار پاسنگ آؤٹ پریڈ	17
سہیل آفریدی کی وائرل تصویر کی حقیقت اور ایمرجنسی	18-19
ریٹائرمنٹ پر میسی کی جذباتی تقریر اور ساتھی کھلاڑیوں کا خراجِ تحسین:	20-21
مسٹری ڈاک	22
سید صابر علی شاہ کے اعزاز میں باوقار ریٹائرمنٹ تقریب	23
ڈاکٹر رتھ فاؤ کی انسانی خدمات کو خراجِ تحسین	24
قطر سے سیالکوٹ آنے والا جہاز۔۔۔	25
وہ شخص جس کا بچپن ایف بی آئی سے بھاگتے گزرا	26-27
انڈیا میں ہزاروں مظاہرین کا سپریم کورٹ تک مارچ	28
کیا انڈے کی زردی کھانے سے دل کے دورے کا خطرہ بڑھتا ہے	29-30

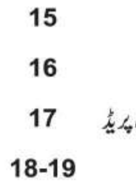

پبلشر فضیل امر نے خرم پرنٹنگ پریس پاکستان چوک سے چھپوا کر آفس نمبر 1، پاکستان ہاؤسنگ اتھارٹی قائد آباد ملیر سے شائع کیا

monthlycrimebureau@gmail.com
crimebeauru@gmail.com

چیف ایڈیٹر: شیخ حسین امر

ڈپٹی ایڈیٹر: مارشا امر

مینجنگ ایڈیٹر: معظمہ جٹ

نمائندہ خصوصی: سلطان آرائیں

ایڈیٹر انوسٹی گیشن: زاہد شاہ

انچارج سندھ ڈیسک
انعام شاہ (03043010516)

چیف رپورٹر:
انور سلطان
(0300 2056305)

کرائم رپورٹرز:
عبداللہ گدی، سہیل آرائیں، محمد احسن، نور العارفین،
نعمان صافی، سلطان چاکی سومرو احسن کندی (فیصل آباد)

چیف فوٹو گرافر: عبدالستار قریشی

بیورو چیف:
سیمی ڈار (اسلام آباد) سعدیہ حق (لاہور)
چوہدری مستقیم (چنیوٹ) عبدالغفور سروہی (حیدر آباد)
سید آصف رضا (رحیم یار خان)

ڈپٹی بیورو چیف:
ہارون علی (چنیوٹ) تنویر منیر (رحیم یار خان)

اعزازی رپورٹر: ساجد علی شاہ (چنیوٹ)

ڈسٹرکٹ رپورٹرز: محمد نعیم (چنیوٹ)
ابرار احمد (سوات) مراد عباسی (پنوعاقل)
آفتاب سروان (ٹھٹھ)

قانونی مشیران: امجد حسین قریشی ایڈووکیٹ
امان اللہ یوسفزئی ایڈووکیٹ، نظر اقبال (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ماہنامہ

کرائم بیورو

کراچی

ABC Certified باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

- آج کے جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس سوشل میڈیا کے دور میں ہم تحقیقاتی صحافت کو زندہ رکھنے کا عزم لئے ایک ماہنامہ میگزین کا اجراء کر چکے ہیں جس میں سینئر اور تحقیقی صحافیوں پر مشتمل تجربہ کار ٹیم کی مجلس ادارت ہے۔ میگزین کا فوکس کرائم کے شعبے سے جڑے تحقیقاتی مضامین سے ہے۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ میگزین کا ہر شمارہ ہر مہینے کی ایک دستاویز کی حیثیت کا حامل ہو۔
- کراچی، اسلام آباد، لاہور، حیدر آباد، فیصل آباد، سکھر، پشاور، کوئٹہ سمیت تمام چھوٹے بڑے شہروں سے بیورو چیفس اور ضلعی نمائندگان کے تحقیقاتی مضامین اور رپورٹس آپ کو نہ صرف چونکائیں گی بلکہ ارباب اختیار کو ایکشن میں آنے پر مجبور بھی کریں گی۔

ہماری ٹیم میں شامل ہونے اور میگزین کا حصہ بننے کیلئے رابطہ کریں

واٹس ایپ نمبر: 0300 2056305

خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی اور گورنر راج کس قانون کے تحت نافذ ہوئے؟

پاکستان کی وفاقی حکومت نے اتوار کے روز صدر آصف علی زرداری کی جانب سے وفاقی کابینہ کی سفارشات کی منظوری کے بعد خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی اور گورنر راج نافذ کر دیا ہے۔

ایوانِ صدر کے جاری ہونے والے بیان کے مطابق یہ اقدامات آئین کے آرٹیکل 232 اور 234 کے تحت منظور کیے گئے ہیں۔ یہ دونوں آئینی دفعات بالترتیب ایمرجنسی اور گورنر راج کے نفاذ سے متعلق ہیں۔

ان دفعات کے نفاذ کا فیصلہ وزیراعظم شہباز شریف کی زیرِ صدارت وفاقی کابینہ کے ہنگامی اجلاس میں کیا گیا، جس میں خیبر پختونخوا کی سکیورٹی صورتحال سے متعلق ایک نکاتی ایجنڈے پر بریفنگ دی گئی۔

وزیراعظم آفس سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا کہ کابینہ کے ارکان نے صورتحال کا جائزہ لیا اور دہشت گردی کے خلاف جنگ سے صوبائی حکومت کی دانستہ لاتعلقی کا نوٹس لیا۔

بیان کے مطابق کابینہ ارکان نے صورتحال کی سنگینی کے پیشِ نظر تجویز دی کہ وزیراعظم صدرِ مملکت کو مشورہ دیں کہ وہ اپنی آئینی اتھارٹی استعمال کرتے ہوئے آئین کے آرٹیکل 232 اور 234 کے تحت صوبے میں ایمرجنسی نافذ کریں۔

وزیراعظم کی جانب سے اس ضمن میں بھیجی گئی ایڈوائس پر بعدازاں صدرِ مملکت نے دستخط کر دیے جس کے بعد خیبر پختونخوا میں فوراً ایمرجنسی اور گورنر راج کا نفاذ ہو گیا ہے۔

دوسری جانب چیئرمین پاکستان تحریک انصاف بیرسٹر گوہر نے اپنے ابتدائی ردعمل میں وفاقی حکومت کے اس اقدام کی شدید مذمت کی ہے۔

سوشل میڈیا پر ایک بیان میں ان کا کہنا ہے کہ ہم صوبے میں ایمرجنسی کے نفاذ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور اس اقدام کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی تشویشناک اور سنگین سیاسی غلطی اور غیر جمہوری اقدام ہے- عوام اپنے حقوق کے خلاف ایسے اقدامات کو کبھی قبول نہیں کریں گے۔

بی بی سی اُردو سے بات کرتے ہوئے ماہرِ قانون اشتر اوصاف نے کہا کہ آئین کا آرٹیکل 232(1) ایمرجنسی سے متعلق ہے اور آرٹیکل 234(1) میں گورنر راج کا ذکر ہے، اور وفاقی حکومت کی جانب سے ان دونوں کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ اگر کسی صوبے میں سکیورٹی کے خدشات ہوں تو وفاق کے پاس ایمرجنسی لگانے کا اختیار ہے اور اب ساتھ ہی آرٹیکل 234(1) کے ذریعے صوبے کا نظم و نسق گورنر کو سونپ دیا گیا ہے۔

اشتر اوصاف کے مطابق سنہ 2009 میں پنجاب میں گورنر راج لگا تھا اور سلمان تاثیر صوبے کے چیف ایگزیکٹو بن گئے تھے۔ اُن کے بقول اُس وقت صرف آرٹیکل 234(1) کا اطلاق کیا گیا تھا، کیونکہ اُس وقت پنجاب میں ایک طرح سے آئینی بحران تھا اور سکیورٹی کا کوئی ایشو نہیں تھا جبکہ وفاقی حکومت کے مطابق خیبر پختونخوا میں یہ دونوں مسائل ہیں۔

ایمرجنسی کس قانون کے تحت نافذ کی گئی؟

پاکستان کے کسی بھی حصے یا صوبے میں ہنگامی حالت یا ایمرجنسی کا نفاذ پاکستان کے آئین کی شق 232 کے تحت کیا جا سکتا ہے اور اِس کے نفاذ کا حق صدرِ پاکستان کے پاس ہے۔

آئین کی اس شق کے مطابق ایمرجنسی جنگ اور بیرونی جارحیت کے علاوہ داخلی انتشار یا خلل کی وجہ سے بھی نافذ کی جا سکتی ہے۔

اس شق میں کہا گیا ہے کہ اگر صدر اس بات پر مطمئن ہوں کہ کوئی سنگین ہنگامی صورتحال موجود ہے، جس میں پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سلامتی کو جنگ، بیرونی جارحیت یا اندرونی انتشار سے ایسا خطرہ لاحق ہے جس پر قابو پانا صوبائی حکومت کے اختیار میں نہیں رہا تو وہ ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان کر سکتے ہیں۔ آئین کے مطابق صوبے میں ہنگامی حالت کے نفاذ کے لیے صوبائی اسمبلی کی قرارداد کی ضرورت ہوتی ہے، تاہم اگر صدر اپنی مرضی سے عمل کرے تو ایمرجنسی کے نفاذ کا فیصلہ دس دن کے اندر پاکستانی پارلیمان کے دونوں ایوانوں یعنی قومی اسمبلی اور سینیٹ کے سامنے منظوری کے لیے پیش کیا جانا لازمی ہے۔

یاد رہے کہ حکومت کی جانب سے آئندہ ہفتے کے دوران قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اجلاس طلب کیے گئے ہیں اور بظاہر قانون کے مطابق اب خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی لگانے کے فیصلے کی توثیق پارلیمان کی کروائی جائے گی۔

ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد وفاقی حکومت کو کون سے خصوصی اختیارات حاصل ہوں گے؟

آئین کے مطابق ملک کے جس علاقے میں جب تک ایمرجنسی کا نفاذ رہے گا اس وقت تک مجلسِ شوریٰ یا پارلیمان کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ متاثرہ صوبے یا اس کے کسی حصے کے لیے ایسے معاملات پر قوانین بنا سکتی ہے، جو وفاقی قانون ساز فہرست یا متوازی قانون ساز فہرست میں درج نہ ہوں۔

کسی صوبے میں ایمرجنسی کے نفاذ کی مدت کے دوران وفاق کا انتظامی اختیار صرف یہ ہدایات دینے تک ہو گا کہ مذکورہ صوبے کے انتظامی اختیار کو کس طرح استعمال کیا جائے۔

آرٹیکل 232 کے مطابق ایمرجنسی کے نفاذ کی صورت میں وفاقی حکومت صوبے کا انتظام خود سنبھال سکتی ہے یا صوبے کے گورنر کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت کی طرف سے صوبائی حکومت کے تمام یا چنندہ فرائض اور صوبے میں صوبائی اسمبلی کے علاوہ کسی بھی ادارے یا اختیار کو دیے گئے یا قابل استعمال اختیارات سنبھالے۔

تاہم آئین میں واضح ہے کہ اس صورتحال میں کسی بھی صورت میں

وفاقی حکومت کو یہ اختیار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ خود ہائیکورٹ کے اختیارات سنبھالے یا صوبے کے گورنر کو اپنی طرف سے ایسا کرنے کو کہے، یا ہائیکورٹ سے متعلق آئین کی کسی بھی شق کو مکمل یا جزوی طور پر معطل کرے۔ آئینِ پاکستان کے جس آرٹیکل کے تحت صوبے میں ہنگامی حالت نافذ کی جاسکتی ہے اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آرٹیکل میں کوئی بھی چیز صوبائی اسمبلی کے کسی بھی قانون کو بنانے کے اختیار کو محدود نہیں کرے گی جو اسے آئین کے تحت بنانے کا اختیار ہے۔ لیکن اگر کسی صوبائی قانون کی کوئی شق اس ایکٹ آف پارلیمنٹ کی کسی شق کے خلاف ہو جس کا پارلیمان کو ہنگامی حالت کے نفاذ کے ایکٹ کے تحت بنانے کا اختیار حاصل ہے تو پارلیمنٹ کا بنایا گیا قانون چاہے صوبائی قانون سے پہلے منظور ہو یا بعد میں، اس وقت تک غالب رہے گا جب تک ہنگامی حالت کا نفاذ باقی رہتا ہے۔

ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان پارلیمان کے اس مشترکہ اجلاس کے سامنے رکھا جاتا ہے، جو صدر کی طرف سے اعلان کے اجرا کے 30 دن کے اندر بلایا جانا لازم ہے اور یہ ایمرجنسی دو ماہ کی میعاد مکمل ہونے پر ختم بھی ہو جائے گی، تاوقتیکہ میعاد ختم ہونے سے پہلے مشترکہ اجلاس کی قرارداد کے ذریعے اس کا نفاذ دوبارہ منظور نہ کیا جائے۔

آئین کے مطابق اگر پارلیمان کا مشترکہ اجلاس دونوں ایوانوں کے کل اراکین کی اکثریت سے ایمرجنسی کے نفاذ کو مسترد کر دے تو اس صورت میں بھی ایمرجنسی کا نفاذ باقی نہیں رہے گا۔

گورنر راج کس قانون کے تحت لگا؟

کسی بھی صوبے میں وزیر اعلیٰ اور صوبائی اسمبلی کے اراکین عوام کے منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں، جو اس صوبے کے حکومتی اور انتظامی امور چلاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گورنر صوبوں میں وفاق کے نمائندے کے طور پر موجود ہوتا ہے۔

عام حالات میں گورنر کا عہدہ محض علامتی ہوتا ہے جبکہ صوبے میں حکومتی پالیسیوں پر عملدرآمد کروانا منتخب صوبائی حکومت کے ذمے ہوتا ہے۔ مگر جب گورنر راج لگتا ہے تو ایک محدود مدت کے لیے تمام تر اختیارات گورنر کے پاس آجاتے ہیں اور وزیر اعلیٰ اور ان کی اسمبلی بے اختیار ہو جاتی ہے۔ اگر صدرِ پاکستان سمجھتے ہیں کہ پاکستان یا اس کے کسی حصے کو جنگ یا بیرونی خطرات لاحق ہیں، یا ایسی اندرونی شورش ہے جو صوبائی حکومت کے بس کی بات نہیں، تو وہ ایمرجنسی اور گورنر راج نافذ کر سکتے ہیں۔

تاہم اندرونی خلفشار کے باعث لگنے والی ایمرجنسی کی صورت میں اس فیصلے کے نفاذ سے پہلے اس کی متعلقہ صوبائی اسمبلی سے توثیق لازم ہے۔ اسی شق میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر صدر اپنے طور پر ہی گورنر راج لگانے کا فیصلہ کرلیں تو اس صورت میں انھیں پارلیمان کے دونوں ایوانوں سے دس روز کے اندر اپنے فیصلے کی توثیق کروانا ہوگی۔

ایسی ایمرجنسی کی صورت میں اس صوبے کے انتظامی امور اور قانون سازی کا اختیار وفاق میں پارلیمان کے پاس منتقل ہو جائے گا۔

وفاقی حکومت خود یا صوبائی گورنر کو اختیار دے سکتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت کے نمائندے کے طور پر وہاں تمام امور سرانجام دے، تاہم صوبے کی ہائی کورٹ کے اختیارات وفاقی حکومت یا گورنر کو منتقل نہیں ہوتے۔

اب آرٹیکل 234 کے تحت اگر صدر کو صوبائی گورنر یہ رپورٹ پیش کر

دے کہ صوبے میں ایسی صورتحال پیدا ہوگئی ہے جس میں صوبائی حکومت آئین کے وضع کردہ طریقہ کار کے تحت کام نہیں کر سکتی، تو وہ یہاں گورنر راج نافذ کرتے ہوئے تمام اختیارات اپنے پاس رکھ سکتے ہیں یا صوبے میں اپنے نمائندے گورنر کے حوالے کر سکتے ہیں۔ آئین کے مطابق اس صورت میں صوبائی اسمبلی کے اختیارات پارلیمنٹ کو منتقل ہو جاتے ہیں جبکہ ہائی کورٹ کے اختیارات نہیں لیے جاسکتے۔ گورنر راج کی مدت صرف دو ماہ ہو سکتی ہے اور اس کی توثیق بھی پارلیمان کے مشترکہ اجلاس سے کروانا ہوتی ہے جبکہ گورنر راج میں مشترکہ اجلاس کے ذریعے ایک وقت میں صرف دو ماہ کی توسیع ہی کی جاسکتی ہے اور اس کی کل میعاد چھ ماہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

اگر اس دوران قومی اسمبلی تحلیل ہو بھی جائے تو صوبے میں گورنر راج تین ماہ تک نافذ رہے گا جب تک کہ قومی اسمبلی کے انتخابات نہ ہو جائیں یا سینیٹ اس ضمن میں کوئی فیصلہ کر لے۔

کیا اس اقدام کو عدالت میں چیلنج کیا جاسکتا ہے؟

پاکستانی آئین کی شق نمبر 236 کے تحت اس کے 10 ویں باب میں موجود کسی بھی آرٹیکل کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

تاہم قانونی ماہر احمد بلال محبوب نے ماضی میں بی بی سی اردو سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب تک لگنے والی تقریباً تمام ہی ایمرجنسیز اور گورنر راج کو عدالتوں میں چیلنج کیا گیا ہے۔

اس بارے میں بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا کہ اس باب کے تحت تو ایسے کسی حکم نامے پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا، تاہم کوئی بھی شخص عدالت میں رٹ دائر کر سکتا ہے کہ آئین میں موجود دیگر شقوں کی خلاف ورزی ہوئی یا اس کے بنیادی حقوق سلب کیے گئے۔

پاکستان میں گورنر راج کی تاریخ

پاکستان کی تاریخ میں مختلف ادوار میں اب تک 15 بار مرکز یا وفاق نے صوبوں میں گورنر راج لگایا گیا۔ یہ عمل تین، تین بار پنجاب، سندھ اور صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا)، چار بار بلوچستان اور دو بار مشرقی بنگال میں ہوا۔

ایسا تب ہوا جب صوبائی اسمبلیاں تحلیل کی گئیں اور انتظامی اختیار براہِ راست مرکز کے ماتحت آ گیا، جیسا کہ 1958، 1972 اور 1977، 1985 کے مارشل لا کے ادوار میں ہوا یا پھر جب مرکز نے کسی نہ کسی جواز کے تحت گورنر راج نافذ کیا۔

صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا) میں بھی تین بار گورنر راج نافذ کیا گیا۔ یہ راج پہلی بار 16 فروری 1975 سے 3 مئی 1975 تک، دوسری بار 25 فروری 1994 سے 24 اپریل 1994 تک اور تیسری بار 12 اکتوبر 1999 سے 30 نومبر 2002 تک نافذ العمل رہا۔

'میں زندہ ہوں اور آپ کے سامنے ہوں'

کشمیر میں 'پاکستانی عسکریت پسند' کی ہلاکت سے متعلق انڈین دعوے اور محمد آصف کی میڈیا پر پیشی

انڈین فوج کی جانب سے انڈیا کے زیرِ انتظام کشمیر کے ضلع بڈگام میں عسکریت پسند تنظیم لشکرِ طیبہ کے پاکستانی کمانڈر کی ہلاکت کے دعوے اور انڈین ذرائع ابلاغ کی جانب سے اس شخص سے منسوب شناختی دستاویز پیش کیے جانے کے معاملے میں جمعرات کو اس وقت ایک نیا موڑ آیا جب پاکستانی فوج کے ترجمان نے ایک پریس کانفرنس میں دعویٰ کیا کہ محمد آصف نامی جس شخص کی ہلاکت کے دعوے کیے جا رہے ہیں وہ ماضی میں پاکستانی فوج کا حصہ تو رہے ہیں لیکن زندہ ہیں اور پھر انھوں نے اس شخص کو صحافیوں کے سامنے پیش بھی کر دیا۔

سرینگر میں تعینات انڈین فوج کی پندرہویں کور نے دعویٰ کیا تھا کہ منگل کی شب ایک فوجی کارروائی کے دوران ایک پاکستانی شہری کو ہلاک کیا گیا جو تین سال سے کشمیر میں کالعدم مسلح گروپ لشکر طیبہ کا کمانڈر تھا۔

انڈین فوج نے بدھ کو سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر ایک پوسٹ میں دعویٰ کیا کہ مارے گئے عسکریت پسند کا نام محمد آصف عرف ہاشم موسیٰ ہے۔ ان خبروں کے سامنے آنے کے بعد انڈین میڈیا نے سکیورٹی ذرائع کے حوالے سے یہ بھی رپورٹ کیا کہ یہ شخص ماضی میں پاکستانی فوج کے ایلیٹ کمانڈو یونٹ سپیشل سروسز گروپ کا حوالدار تھا اور اسے کشمیر میں اپریل 2025 میں پہلگام اور مئی 2024 میں پونچھ میں انڈین فضائیہ کے قافلے پر حملے سمیت کئی بڑے اور ہلاکت خیز حملوں کا ماسٹر مائنڈ یا کمانڈر سمجھا جاتا تھا۔ انڈین فوج کا یہ بیان سامنے آنے کے بعد انڈین وزارت داخلہ اور پریس انفارمیشن بیورو کی جانب سے بھی اسی نوعیت کے مزید دعوے کیے گئے جبکہ 'اے این آئی' سمیت ملک کے بڑے میڈیا اداروں نے سکیورٹی ذرائع کے حوالے سے اُن کے شناختی کارڈ کی تصاویر سمیت اُن کی سروس کی مبینہ معلومات بھی فراہم کیں۔

جمعرات کی شام پریس کانفرنس میں پہلے تو افواجِ پاکستان کے ترجمان لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری نے انڈین الزامات کو پروپیگنڈا قرار دیتے ہوئے اسے ایک فالس فلیگ آپریشن قرار دیا۔

پریس کانفرنس کے دوران اُن کی جانب سے انڈین فوج، سرکاری اداروں اور میڈیا پر محمد آصف کے حوالے سے نشر کی جانی والی اطلاعات اور مبینہ ثبوتوں کو دکھایا گیا اور پھر انھوں نے ایک شخص کو سٹیج پر آنے اور میڈیا سے بات کرنے کی درخواست کی۔ انھوں نے دعویٰ کیا کہ یہ وہی شخص ہیں جنھیں ابتدا میں محمد آصف اور پھر آصف فوجی عرف ہاشم موسیٰ قرار دیا گیا ہے۔

میڈیا کے نمائندوں سے بات کرتے ہوئے اس شخص نے بتایا کہ 'میرا نام محمد آصف ہے۔ میں ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیپ کا رہنے والا ہوں۔'

یاد رہے کہ 'اے این آئی' سمیت انڈین میڈیا میں سکیورٹی ذرائع کے حوالے سے مبینہ عسکریت پسند کا جو شناختی کارڈ نشر کیا گیا تھا اس میں 'محمد آصف' کا مستقبل پتہ ضلع اٹک (پنڈی گھیپ) ہی درج ہے۔

آئی ایس پی آر کی جانب سے میڈیا کے سامنے پیش کیے گئے شخص نے بتایا کہ وہ سنہ 2000 میں فوج میں بھرتی ہوئے تھے اور بعد ازاں انھوں نے ایس ایس جی میں شمولیت اختیار کی جہاں سے وہ سنہ 2023 میں ریٹائر ہوئے۔ اُن کے مطابق 'اس کے بعد تین سال تک میں پرائیوٹ سکیورٹی کمپنی میں نوکری کرتا ہے اور اب اپنے گھر والوں کے ساتھ اٹک میں رہتا ہوں۔ یہ گھناؤنا اور گھٹیا الزام ہے جو انڈیا نے لگایا ہے۔'

انھوں نے مزید کہا کہ 'انڈیا سے یہ خبریں سامنے آنے کے بعد میرے جاننے والوں نے مجھے کالز کرنا شروع کیں اور بتایا کہ آپ کو کشمیر میں شہید کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد مجھے انڈیا کے نمبروں سے بھی فون آنے لگے جن کو میں نے بلاک کیا۔' 'میں نے یہ بات اپنے یونٹ کو بتائی اور اس کے بعد آئی ایس پی آر نے مجھ سے رابطہ کیا۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں زندہ ہوں ابھی اور آپ کے سامنے ہوں۔' یہ تفصیلات بتانے کے بعد آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری نے الزام عائد کیا کہ انڈیا پاکستان میں شدت پسندی کے لیے مختلف تنظیموں کی سرپرستی کرتا ہے اور پاکستان کے خلاف فالس فلیگ آپریشنز میں ملوث ہے۔

انھوں نے کہا کہ انڈیا 'دنیا میں دہشت گردی پھیلانے والا سب سے بڑا ملک' ہے اور وہ اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے مختلف حربے استعمال کرتا ہے اور محمد آصف سے متعلق حالیہ واقعہ اسی کی ایک کڑی ہے۔

انھوں نے کہا کہ 'انڈیا کی حکومت اپنے میڈیا اور عوام کو ایسی کہانیاں سناتی ہے جن میں 'ایکشن ہونا چاہیے، مزہ ہونا چاہیے' اور پھر انہی بیانیوں کو اپنے زیرِ اثر میڈیا کے ذریعے عوام تک پہنچایا جاتا ہے۔' لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری نے کہا کہ انڈیا کے زیرِ انتظام کشمیر 'دنیا کی سب سے بڑی جیل' بن چکا ہے۔ بریفنگ کے دوران انھوں نے انڈین وزیرِ اعظم نریندر مودی کی تقاریر اور انڈین میڈیا کے مختلف پروگراموں کے کلپس بھی پیش کیے۔ ان کے بقول انڈین فوج کا ایجنڈا ہندوتوا نظریے سے متاثر ہے اور اس کا مقصد اپنے سیاسی حکمرانوں کو خوش کرنا بن گیا ہے۔

انھوں نے مزید الزام لگایا کہ انڈیا دہشت گردی کو مسائل کے حل کا ذریعہ سمجھتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ جھوٹے بیانیے گھڑ کر مختلف مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔

انڈین سرکاری اداروں اور میڈیا نے کیا دعوے کیے تھے؟

انڈین فوج کے سرینگر میں قائم چنار کور اور جموں کشمیر پولیس کے حکام کے مطابق محمد آصف عرف ہاشم موسیٰ کو مارنے کی کارروائی ضلع بڈگام کے مشہور سیاحتی مقام یوس مرگ کے قریب 'کوراگ' اور 'پال میدان' کے گھنے جنگلاتی علاقوں میں کی گئی۔

انڈین سکیورٹی ذرائع کے حوالے سے دعویٰ کیا گیا تھا کہ خفیہ اداروں کی جانب سے اس علاقے میں انتہائی تربیت یافتہ عسکریت پسندوں کی موجودگی کی اطلاعات موصول ہوئی تھیں، جس کے بعد منگل کی رات فوج، کشمیر پولیس اور نیم فوجی دستوں نے مشترکہ طور پر ایک وسیع 'کارڈن اینڈ سرچ آپریشن' شروع کیا جسے 'آپریشن کوراگ' کا نام دیا گیا۔

حکام کی جانب سے مزید بتایا گیا کہ بُدھ کی علی الصبح دورانِ تلاشی سکیورٹی فورسز کو جنگل میں مشتبہ نقل وحرکت نظر آئی جس کے بعد عسکریت پسندوں نے جدید ہتھیاروں سے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی اور شدید فائرنگ کے تبادلے کے بعد ایک عسکریت پسند کو ہلاک کر دیا گیا، جس کی لاش کے ساتھ ساتھ بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود برآمد کیا گیا اور بعد ازاں سکیورٹی ایجنسیوں نے لاش کی شناخت لشکرِ طیبہ کے انتہائی مطلوب کمانڈر ہاشم موسیٰ کے طور پر کی۔

ہاشم موسیٰ کے پس منظر کے حوالے سے دعویٰ کیا گیا کہ انھوں نے پاکستان آرمی کے ایس ایس جی گروپ میں بحیثیت حوالدار خدمات سرانجام دیں اور وہ گوریلا جنگ، چھپ کر وار کرنے اور طویل عرصے تک کٹھن حالات میں زندہ رہنے کی فوجی تربیت حاصل کر چکے تھے۔ ان کے بارے میں مزید دعویٰ کیا گیا کہ سنہ 2023 میں مبینہ طور پر پاکستان فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد انھوں نے لشکرِ طیبہ میں شمولیت اختیار کر لی تھی اور ستمبر 2023 کے آس پاس وہ لائن آف کنٹرول عبور کر کے کشمیر میں داخل ہوئے تھے۔ انڈین حکام نے دعویٰ کیا تھا کہ ہاشم موسیٰ جموں و کشمیر میں حالیہ برسوں کے دوران ہونے والے متعدد ہائی پروفائل حملوں کے اصل منصوبہ ساز اور کمانڈر تھے، انھیں اپریل 2025 میں پہلگام حملے کا بنیادی ماسٹر مائنڈ قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ دعویٰ کیا گیا کہ وہ مئی 2024 میں ضلع پونچھ میں انڈین فضائیہ کے ایک قافلے، دسمبر 2023 کے ڈیرا کی گلی حملے، اکتوبر 2024 کے گلمرگ، گگن گیر حملوں اور سونا مرگ ٹنل کے پاس مزدوروں پر ہونے والی فائرنگ کے واقعات میں بھی مطلوب تھے۔ کشمیر کے انسپکٹر جنرل آف پولیس اور فوج کے اعلیٰ حکام کا کہنا تھا کہ ہاشم موسیٰ کی ہلاکت پیر پنچال اور وادیِ کشمیر میں سرگرم لشکرِ طیبہ کے نیٹ ورک کے لیے ایک بڑا دھچکا ہے۔

حکام نے اس مبینہ ہلاکت کے بعد دعویٰ کیا تھا کہ پہلگام حملے کے ماڈیول میں شامل تمام چار اہم عسکریت پسند (جن میں جنید رمضان، طلحہ، اور سلیمان شاہ شامل تھے) اب مختلف مقابلوں میں مارے جا چکے ہیں۔

’خطے کے تقریباً نصف غریب پاکستان میں رہتے ہیں‘

کیا اصلاحات نہ ہونے کی وجہ سے غربت میں اضافہ ہوا؟

رپورٹ: سلطان آرائیں

منگل کو عالمی بینک کی جانب سے جاری کی گئی مشرقِ وسطیٰ، شمالی افریقہ، افغانستان اور پاکستان (میناپ) سے متعلق رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس خطے میں روزانہ تین ڈالر سے کم کمانے والے افراد میں سے تقریباً نصف (48 فیصد) پاکستان میں رہتے ہیں، جبکہ باقی افراد زیادہ تر افغانستان، شام، یمن اور افریقہ کے دیگر ممالک میں مقیم ہیں۔

رپورٹ میں پاکستان کے لیے موجودہ مالی سال کے دوران معاشی شرح نمو 3.8 فیصد، مالیاتی خسارہ 5.3 فیصد اور مہنگائی کی شرح 8.2 فیصد رہنے کی پیش گوئی بھی کی گئی ہے۔

عالمی بینک کے مطابق جبوتی، پاکستان، شام اور یمن میں روزانہ تین ڈالر کی آمدن کی بنیاد پر ناپی جانے والی غربت کی شرح 20 فیصد یا اس سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں ایک بڑی آبادی روزانہ تین ڈالر، یعنی تقریباً 830 پاکستانی روپے یا اس سے کم آمدن پر گزارا کرتی ہے۔

رپورٹ میں غذائی عدم تحفظ کو بھی ایک اہم مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔ عالمی بینک کے مطابق غزہ اور یمن میں غذائی عدم تحفظ کی صورتحال خاص طور پر سنگین ہے جبکہ افغانستان، جبوتی، لبنان اور پاکستان میں بھی اس حوالے سے نمایاں دباؤ موجود ہے۔

عالمی بینک نے خبردار کیا ہے کہ 2026 کے اختتام تک معمول سے زیادہ شدید ایل نینو موسمیاتی صورتحال خوراک کی قیمتوں میں مزید اضافے کا سبب بن سکتی ہے، جس کے اثرات خاص طور پر غریب طبقے پر پڑیں گے۔ پاکستان مون سون کے نظام میں ممکنہ تبدیلیوں کے باعث اس خطرے سے براہِ راست متاثر ہو سکتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق آبادی میں اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان میں فی کس جی ڈی پی کی حقیقی شرح رواں مالی سال میں 2.2 فیصد رہنے کی توقع ہے، جو گذشتہ سال کی شرح کے تقریباً برابر ہے۔

عالمی بینک نے کہا کہ ملک میں غربت میں اضافے کے پیچھے طویل معاشی دباؤ، روزگار کے محدود ہوتے مواقع اور گھریلو آمدنی میں کمی جیسے عوامل کارفرما ہیں۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ کووڈ 19 کی وبا، 2022 کے تباہ کن سیلاب، بلند مہنگائی اور کرنسی کی قدر میں کمی نے بھی غربت میں اضافے میں کردار ادا کیا۔ رپورٹ کے مطابق سیاحت، تعمیرات اور ان سے منسلک شعبوں میں سست روی کی وجہ سے مزدوروں کی طلب کم ہو سکتی ہے اور اس کا اثر ان شعبوں میں آمدنی کے مواقع پر بھی پڑے گا۔

واضح رہے کہ پاکستان سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد روزگار کے لیے دوسرے ممالک کا رخ کرتی ہے۔

پاکستان کے سرکاری ادارے بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ کے اعداد و شمار کے مطابق رواں سال ستمبر تک چار لاکھ 27 ہزار 435 ہنرمند افراد ملک سے باہر گئے، جبکہ گذشتہ سال یہ تعداد سات لاکھ 63 ہزار 526 تھی۔ دوسری جانب خدمات، مینوفیکچرنگ اور مویشیوں کی پیداوار کے شعبوں کے نسبتاً مستحکم رہنے کی توقع ظاہر کی گئی ہے، اگرچہ درآمدی لاگت میں اضافے کا دباؤ برقرار رہے گا۔

رپورٹ کے مطابق اجناس اور ٹرانسپورٹیشن پر آنے والی زیادہ لاگت سے مہنگائی اور بیرونی مالی توازن پر دباؤ بڑھنے کا امکان ہے، تاہم ملکی معاشی سرگرمیوں میں مسلسل مضبوطی سے اس دباؤ کا اثر کم ہونے کی توقع ہے۔

عالمی بینک نے اپنی رپورٹ میں مشرقِ وسطیٰ میں کشیدگی اور امریکہ ایران تنازع کے ممکنہ معاشی اثرات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق تیل درآمد کرنے والے ممالک، جن میں پاکستان، مصر، اردن، مراکش، تیونس اور جبوتی شامل ہیں، بڑھتی ہوئی توانائی اور خوراک کی قیمتوں کے باعث اضافی دباؤ کا سامنا کر رہے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ان ممالک کو مہنگائی، مالی گنجائش میں کمی، خلیجی معیشتوں سے ترسیلاتِ زر میں ممکنہ کمی اور قرض لینے کی بڑھتی لاگت جیسے چیلنجز درپیش ہیں۔

عالمی بینک کے مطابق خطے کی حکومتوں کو بیک وقت کئی مسائل سے نمٹنا پڑ رہا ہے۔ ایک طرف انھیں بڑھتی قیمتوں سے متاثرہ افراد کو ریلیف فراہم کرنا ہے جبکہ دوسری جانب تنازعات سے پیدا ہونے والی انسانی ضروریات کو بھی پورا کرنا ہے۔ رپورٹ میں پاکستان نے ایندھن استعمال کرنے والوں اور زرعی شعبے والوں کے لیے امداد متعارف کرائی ہے۔

’یہ بات گمراہ کن ہے کہ غریبوں کی ایک بڑی تعداد پاکستان میں رہتی ہے‘

اس رپورٹ پر ردعمل دیتے ہوئے وزیرِ خزانہ کے مشیر خرم شہزاد نے سوشل میڈیا پر جاری ایک بیان میں کہا کہ عالمی بینک نے پاکستان کو مشرقِ وسطیٰ، شمالی افریقہ اور افغانستان کے ساتھ ایک انتظامی اور شماریاتی درجہ بندی میں شامل کیا ہے، تاہم اس سے نہ تو پاکستان کی جغرافیائی شناخت بطور جنوبی ایشیائی ملک تبدیل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی آمدنی کی درجہ بندی۔

خرم شہزاد نے کہا کہ پاکستان کی بڑی آبادی کو میناپ میں شامل کیے جانے کے بعد علاقائی سطح پر غربت، آبادی اور فی کس آمدنی کے اعداد و شمار میں نمایاں تبدیلی آسکتی ہے۔

ان کے مطابق خطے کی بہت سی معیشتوں کے مقابلے میں پاکستان کی آبادی زیادہ ہے، جو علاقائی اوسط پر نمایاں اثر ڈال سکتی ہے۔

خرم شہزاد کا کہنا تھا کہ ایسے بیانات جن سے یہ تاثر ملتا ہو کہ ’اب میناپ خطے کے تقریباً نصف غریب پاکستان میں رہتے ہیں‘ گمراہ کن ہیں، کیونکہ پاکستان کی شمولیت کے بعد اس کی آبادی اور غربت کے اعداد و شمار بھی علاقائی مجموعے کا حصہ بن گئے ہیں۔

’اصلاحات نہ ہونے کی وجہ سے غربت میں اضافہ ہوا‘

سابق وزیرِ خزانہ اور ماہرِ معیشت مفتاح اسماعیل نے بی بی سی اردو سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حکومتی پالیسیوں کے نتیجے میں صارفین کی طلب اور مالی سہولتوں میں کمی آئی ہے جس سے لوگوں کی قوتِ خرید متاثر ہوئی، اور غربت اور بے روزگاری میں اضافہ ہوا۔

ان کے مطابق متوسط طبقے کے بہت سے خاندان غربت کی لکیر کے قریب یا اس سے نیچے جا چکے ہیں۔

مفتاح اسماعیل نے کہا کہ 2019 سے 2025 کے دوران گوشت، چکن، انڈوں، دالوں اور آٹے سمیت بنیادی غذائی اشیا کے استعمال میں کمی دیکھی گئی ہے۔ ’اس کا مطلب ہے پاکستانی بھوکے رہ رہے ہیں۔‘

سابق وزیرِ خزانہ کے بقول پاکستانی آٹا بھی پہلے کے مقابلے میں کم استعمال کر رہے ہیں ’جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔‘

انھوں نے کہا کہ معیشت کو مضبوط بنانے کے لیے ضروری اصلاحات نہیں کی گئیں۔

مفتاح اسماعیل کے مطابق سرکاری اداروں کے حجم میں کمی، توانائی کے شعبے میں اصلاحات، کاروبار دوست عدالتی نظام اور سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول جیسی اصلاحات کی ضرورت تھی، لیکن ان شعبوں میں خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوئی۔

مفتاح اسماعیل کے مطابق معاشی استحکام کے لیے سیاسی استحکام بھی ضروری ہے۔

غذائی عدم تحفظ سے متعلق عالمی بینک کے خدشات پر بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ زرعی شعبے کو درپیش مسائل بھی صورتحال کو متاثر کر رہے ہیں۔

ان کے مطابق کسانوں کے لیے پیداواری لاگت میں اضافہ ہوا ہے جبکہ بہت سے کاشت کار کھاد اور دیگر زرعی وسائل تک مناسب رسائی نہیں رکھتے، جس سے زرعی پیداوار متاثر ہو رہی ہے۔

مفتاح اسماعیل کا کہنا تھا کہ اگر زرعی اور معاشی شعبوں کے بنیادی مسائل حل نہ کیے گئے تو غربت اور غذائی عدم تحفظ سے متعلق وہی خدشات برقرار رہیں گے جن کی نشاندہی عالمی بینک نے اپنی رپورٹ میں کی ہے۔

مبینہ ویزا فراڈ کے باعث طالبہ لائبہ اعجاز کی خودکشی

بیرونِ ملک تعلیم کے نام پر دھوکے سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

اس رپورٹ میں جرم اور خودکشی سے متعلق تفصیلات قارئین کے لیے تکلیف دہ ہو سکتی ہیں۔

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں مبینہ ویزا فراڈ کا نشانہ بننے والی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کی 23 سالہ طالبہ کی خودکشی کے بعد حکومت نے بیرونِ ملک بھجوانے کا جھانسہ دے کر رقوم بٹورنے والے عناصر کے خلاف گھیرا تنگ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

اُدھر 23 سالہ طالبہ لائبہ اعجاز کی مبینہ خودکشی کے کیس میں گرفتار ملزم کو پانچ روزہ جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

ملزم کو پیر کی صبح جوڈیشل مجسٹریٹ زنیرہ ظفر کی عدالت میں چہرہ ڈھانپ کر پیش کیا گیا جہاں تفتیشی حکام نے بتایا کہ انھیں دستیاب شواہد اور ابتدائی تفتیش کی روشنی میں ملزم مزید تفتیش کے لیے مطلوب ہے۔ پولیس کی جانب سے ملزم کے 10 روز کے جسمانی ریمانڈ کی استدعا کی گئی تھی۔

یاد رہے کہ جمعہ (نو اکتوبر) کے روز صوبہ پنجاب کے وسطی شہر سرگودھا سے تعلق رکھنے والی طالبہ لائبہ اعجاز کی لاش اسلام آباد کے سیکٹر جی ٹین میں واقع ہفتہ وار بازار میں درخت سے لٹکی ہوئی ملی تھی۔ پولیس کے مطابق لائبہ نے بظاہر گلے میں دوپٹہ ڈال کر مبینہ طور پر خودکشی کی تھی۔

خودکشی کی مبینہ وجہ بعدازاں یہ سامنے آئی کہ ملزم نے لائبہ اور اُن کے اہلخانہ سے امریکہ کی یونیورسٹی میں داخلہ دلوانے کا جھانسہ دے کر 50 لاکھ روپے بٹورے تھے۔ بعدازاں جب ملزم کی جانب سے فراہم کردہ دستاویزات کو چیک کروایا گیا تو وہ جعلی نکلے۔

پولیس کا دعویٰ ہے کہ اسی معاملے پر دلبرداشتہ لائبہ نے موت کو گلے لگا لیا کیونکہ اس رقم کی ادائیگی کے لیے اُن کے والد نے نا صرف اپنی جمع پونجی خرچ کی تھی بلکہ اُس پلاٹ کو بھی فروخت کر دیا تھا جس پر وہ اپنا مکان بنانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

لائبہ اعجاز کی مبینہ خودکشی کا وزیراعظم شہباز شریف نے نوٹس لیا تھا، جس کے بعد ملزم کو حراست میں لیا گیا تھا۔

ہم نے اس تحریر میں اس کیس میں ہونے والی پیش رفت کے ساتھ ساتھ طلبہ کو بیرونِ ملک بھجوانے والے اداروں اور وفاقی تفتیشی ایجنسی (ایف آئی اے) کے عہدے دار سے بات کر کے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ طلبہ اس نوعیت کے فراڈ سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

بیرونِ ملک تعلیم کے نام پر دھوکے سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

ایف آئی اے کے ایک سینئر عہدے دار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بی بی سی کو بتایا کہ 'سب سے تشویش ناک بات یہ ہے کہ پاکستان میں ویزا کنسلٹنٹس کی رجسٹریشن کا کوئی نظام موجود نہیں، جس کے باعث طلبہ کے دھوکہ دہی اور فراڈ کا شکار ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔'

اُن کا مزید کہنا تھا کہ 'آج کے دور میں بین الاقوامی تعلیمی اداروں تک رسائی آسان ہو چکی ہے۔ ہر ادارے کی اپنی ویب سائٹ اور ہیلپ ڈیسک موجود ہوتی ہے، جہاں سے داخلے کے خواہشمند طلبہ براہِ راست معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔'

اُنھوں نے بتایا کہ 'آسٹریلیا اور برطانیہ کی بعض جامعات پاکستان میں موجود اپنے کنسلٹنٹس کے ذریعے داخلے کے لیے درخواست دینے کی ہدایت کرتی ہیں۔ بعض صورتوں میں ان کنسلٹنٹس کے ذریعے درخواست دینے پر داخلہ فیس میں رعایت بھی دیے جانے کے وعدے ہوتے ہیں اور ایسے میں اس کاروبار میں چھپے بعض جرائم پیشہ افراد لوگوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔'

ایف آئی اے کے سینیئر افسر نے طلبہ کو مشورہ دیا کہ 'اگر وہ کسی دھوکے یا فراڈ کا شکار ہو جائیں تو مزید نقصان سے بچنے کے لیے انتظار کرنے کے بجائے فوری طور پر ایف آئی اے سے رابطہ کریں تا کہ مزید کسی بڑے نقصان سے بچا جا سکے۔'

'مستند کنسلٹنٹ کا باقاعدہ دفتر اور رجسٹرڈ کاروبار ہونا چاہیے'

نعمان چٹھہ لاہور میں سٹوڈنٹ ویزا کنسلٹنسی فراہم کرنے والی کمپنی چلاتے ہیں اور اب تک کئی طلبہ کو بیرونِ ملک بھجوا چکے ہیں۔

بی بی سی نیوز اُردو سے گفتگو کرتے ہوئے اُن کا کہنا تھا کہ طلبہ کسی کنسلٹنٹ کی ساکھ جانچنے کے لیے اس کے سوشل میڈیا پیجز پر موجود تبصرے اور ریویوز دیکھ سکتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ 'مستند کنسلٹنٹ کا باقاعدہ دفتر اور رجسٹرڈ کاروبار ہونا چاہیے، جبکہ متعلقہ پیشہ ورانہ رجسٹریشن بھی دیکھی جا سکتی ہے۔'

انھوں نے مشورہ دیا کہ 'یونیورسٹی کا آفر لیٹر یا داخلے کی دستاویز ملنے پر طالب علم اسے متعلقہ یونیورسٹی کو ای میل کر کے اس کی تصدیق کروائے۔'

ان کے مطابق، طلبہ کو درج ذیل پانچ باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے:

داخلے کی ضمانت کے نام پر بھاری رقم سے محتاط رہیں: اگر کوئی کنسلٹنٹ لاکھوں روپے لے کر کسی یونیورسٹی میں داخلہ دلوانے کا دعویٰ کرے تو اس کی اچھی طرح جانچ پڑتال کریں۔

یونیورسٹی کی فیس خود ادا کریں: کنسلٹنٹ کے بجائے یونیورسٹی کے

سرکاری طریقۂ ادائیگی کے ذریعے فیس جمع کروائیں تاکہ رقم کی ادائیگی کا ریکارڈ آپ کے پاس ہو۔

جعلی دستاویزات سے گریز کریں: بینک سٹیٹمنٹ یا دیگر مالی دستاویزات بنوانے کی پیشکش قبول نہ کریں۔ جعلی کاغذات کے نتیجے میں ویزا مسترد ہونے اور دیگر قانونی مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اپنی ای میل اور رابطہ نمبر استعمال کریں: یونیورسٹی میں داخلے اور ویزا درخواست کے لیے اپنے ای میل ایڈریس اور فون نمبر دیں تاکہ تمام اہم پیغامات براہِ راست آپ کو موصول ہوں اور یونیورسٹی کی جانب سے آپ کا داخلہ ہونے اور نہ ہونے کی براہِ راست ہر بات آپ کے علم میں ہو۔

ویزا درخواست پر اپنا کنٹرول رکھیں: درخواست جمع ہونے سے لے کر فیصلے تک اس کی پیش رفت خود معلوم کرتے رہیں۔ اگر ای ویزا جاری ہو تو اس تک رسائی بھی اپنے پاس رکھیں، تاکہ کنسلٹنٹ معلومات چھپا کر مزید رقم کا مطالبہ نہ کر سکے۔

ایف آئی اے کے سینیئر افسر نے بتایا کہ اس سارے معاملے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ 'پاکستان سے باہر کسی بھی تعلیمی ادارے میں داخلے کے لیے طلبہ کو چاہیے کہ وہ ادارے سے ساتھ خود رابطے میں رہیں تاکہ وہ کسی بھی فراڈ سے بچ سکیں۔'

نعمان چٹھہ کا کہنا تھا کہ اس واقعے کے بعد اب حکومت کو آگاہی مہم چلانی چاہیے، تاکہ نوجوان طلبہ کو یہ پتہ چل سکے کہ بیرونِ ملک جانے کا درست طریقہ کیا ہے اور فراڈ سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔

ایف آئی آر میں کیا بتایا گیا؟

اس واقعے کی ایف آئی آر اسلام آباد کے تھانہ رمنہ میں قتل بسبب (322) اور مجرمانہ نیت (34) کے تحت درج کی گئی ہے۔ اس ایف آئی آر کو ابتدا میں سیل کر دیا گیا تھا تاہم پیر کی صبح یہ ایف آئی آر ڈی سیل کر دی گئی ہے۔

ایف آئی آر لائبہ کے والد کی مدعیت میں درج کی گئی ہے جس میں انھوں نے دعویٰ کیا کہ ملزم نے بیرونِ ملک تعلیم کے لیے ویزا دلوانے کے نام پر مبینہ فراڈ کیا اور مالی دباؤ کے باعث اُن کی بیٹی لائبہ اعجاز نے انتہائی قدم (خودکشی) اٹھایا۔

ایف آئی آر کے مطابق مدعی مقدمہ اسلام آباد میں دودھ دہی کی دکان چلاتے ہیں جبکہ اُن کی 23 سالہ بیٹی لائبہ اعجاز اسلامی یونیورسٹی کی طالبہ اور سکالرشپ ہولڈر تھیں۔

والد کے مطابق تقریباً چھ سے سات ماہ قبل اُن کی بیٹی کی ملاقات ملزم سے ہوئی، جس نے خود کو اسلام آباد میں ایک اعلیٰ عہدیدار ظاہر کیا اور لائبہ کو سٹڈی ویزا پر امریکہ بھجوانے کی پیشکش کی۔ درخواست میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس مقصد کے لیے 93 لاکھ روپے کی رقم طے پائی، جس میں سے 21 لاکھ روپے نقد جبکہ 29 لاکھ روپے مختلف اکاؤنٹس کے ذریعے ملزم کو ادا کیے گئے۔

والد کے مطابق بعد میں ملزم کی جانب سے اُن کی بیٹی کو ویزا سے متعلق دستاویزات دی گئیں، تاہم جانچ پڑتال پر وہ مبینہ طور پر جعلی ثابت ہوئیں۔ ایف آئی آر میں مزید الزام لگایا گیا ہے کہ بینک سٹیٹمنٹ کے لیے

20 ہزار امریکی ڈالر اکاؤنٹ میں جمع کروانے کی رسید بھی جعلی نکلی۔

والد کا کہنا ہے کہ جب انھوں نے یہ تفصیل سامنے آنے پر ملزم سے رابطہ کیا تو اُس نے فون کالز کا جواب دینا بند کر دیا جبکہ ملزم کی ایک ساتھی کی جانب سے دوران مبینہ طور پر مزید رقم کا مطالبہ جاری رہا۔

درخواست میں مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ مسلسل ذہنی دباؤ اور پریشانی کے باعث لائبہ اعجاز شدید اضطراب کا شکار رہیں اور اسی صورتحال کے نتیجے میں انھوں نے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔

پولیس دستاویزات کے مطابق واقعے کی اطلاع ملنے پر تفتیشی افسر موقع پر پہنچے جبکہ فرانزک ٹیم نے بھی شواہد اکٹھے کیے۔ لائبہ کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے پمز ہسپتال منتقل کیا گیا، جہاں قانونی کارروائی مکمل ہونے کے بعد میت ورثا کے حوالے کر دی گئی۔

یاد رہے کہ اس معاملے کا انکوائری ایف آئی اے بھی کر رہی ہے اور ایف آئی اے کے اسلام آباد ریجن کے ڈائریکٹر شہزاد بخاری نے بی بی سی اُردو کو بتایا 'اس واقعہ سے متعلق تمام شواہد جمع کیے جا رہے ہیں اور ملزم کے موبائل کا ریکارڈ بھی حاصل کر لیا گیا ہے۔'

'میرے ساتھ ہونے والے فراڈ کے بارے میں میرے والد صاحب کو نہ بتانا ورنہ وہ مر جائیں گے'

یہ الفاظ لائبہ کے ہیں جو انھوں نے مبینہ طور پر خودکشی کرنے سے پہلے اپنے بہنوئی کو فون کر کے کہے تھے۔

لائبہ کے بہنوئی نے بی بی سی اُردو سے بات کرتے ہوئے بتایا تھا کہ لائبہ لائق اور قابل طالبہ تھیں اور اسلامک یونیورسٹی میں سکالرشپ پر پڑھی تھیں جبکہ اُن کی یونیورسٹی نے انھیں مزید سکالرشپ پر سعودی عرب بھیجنے کی آفر بھی کر رکھی تھی۔

اُن کے بہنوئی کے مطابق بی ایس مکمل کرنے کے بعد لائبہ آن لائن کام کرتی تھیں، جہاں اُن کا رابطہ ایک شخص سے ہوا جس پر خاندان کا الزام ہے کہ اس نے امریکہ کی یونیورسٹی میں داخلہ دلوانے کا جھانسہ دے کر لاکھوں روپے وصول کیے۔

بہنوئی کا دعویٰ ہے کہ لائبہ نے اس شخص کو اسلامک یونیورسٹی کی جانب سے اعلیٰ تعلیم کے لیے سعودی عرب بھیجنے کی آفر کے بارے میں بتایا تو اس نے مبینہ طور پر کہا کہ وہ امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں داخلہ دلوا سکتا ہے جس کے لیے رقم کی ادائیگی طے پائی تھی۔

انھوں نے کہا کہ چونکہ لائبہ کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے باہر جانے کا شوق تھا اور اس نے اپنی اس خواہش کا اظہار اپنے والد سے کیا جنھوں نے بچی کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ پلاٹ بھی بیچ دیا جو اپنے گھر کی تعمیر کے لیے خریدا تھا۔

انھوں نے دعویٰ کیا کہ ملزم گذشتہ مہینوں میں مختلف اوقات میں اس خاندان سے مختلف دستاویزات کی تیاری کے نام پر پیسے بٹورتا رہا، مگر بعد میں اس کی طرف سے دیے گئے تمام ڈاکومینٹس جعلی نکلے، جس پر لائبہ انتہائی پریشان تھیں کیونکہ اُن کی والد اس کام پر اپنی تمام جمع پونجی خرچ کر چکے تھے جبکہ ملزم نے بھی رابطہ کرنا بند کر دیا تھا۔

لائبہ اعجاز کا مبینہ ویزا فراڈ کا نشانہ بننا بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند پاکستانی طلبہ کے لیے بھی کئی سوالات کو جنم دیتا ہے۔ بیرونِ ملک کسی یونیورسٹی میں داخلے سے لے کر سٹڈی ویزا حاصل کرنے تک کے مراحل میں طلبہ کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے اور وہ خود کو جعل سازوں سے کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

ریاض ایئرپورٹ پر حملے

مشرق وسطیٰ میں کشیدگی کیا ایک خطرناک مرحلے میں داخل ہو رہی ہے؟

ریاض کے کنگ خالد ایئرپورٹ پر حالیہ میزائل حملے اور اُس کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتیں، مشرقِ وسطیٰ میں کشیدگی کے ایک نئے اور خطرناک مرحلے میں داخل ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اور بظاہر سعودی عرب اِن غیر متوقع اور غیر معمولی حملوں کے لیے تیار نہیں تھا۔

سعودی دارالحکومت ریاض کے مرکزی ایئرپورٹ پر ایک کے بعد ایک ہونے والے حملوں میں مختلف قومیتوں کے کم از کم 15 افراد ہلاک جبکہ 300 سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔

یمن کے حوثیوں نے دنیا بھر کی ایئرلائنز اور مسافروں کو سعودی ایئرپورٹس سے دور رہنے کا انتباہ جاری کیا ہے، جس کے بعد خطے میں شہری فضائی سفر کے تحفظ کے حوالے سے خدشات مزید بڑھ گئے ہیں۔

حالیہ ہفتوں کے دوران حوثیوں نے سعودی سرزمین پر اپنے حملوں میں اضافہ کیا ہے، تاہم گذشتہ چند روز میں حوثیوں کے حملوں کا ہدف سعودی عرب میں نہایت اہم بنیادی اور شہری ڈھانچہ بنا ہے۔

دارالحکومت ریاض کے مرکزی ایئرپورٹ پر ہونے والے حملوں سے بظاہر یہ تاثر ملا ہے کہ حوثی سعودی فضائی دفاعی نظام کو نسبتاً آسانی سے عبور کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

حملے سے ہونے والے انفراسٹرکچر کا نقصان شاید اتنی بڑی بات نہیں، لیکن یہ ضرور ہے ان حملوں کے باعث ایک مستحکم اور محفوظ ملک کے طور پر سعودی عرب کی بین الاقوامی ساکھ کو دھچکا پہنچ رہا ہے۔

ہوائی اڈوں پر حملوں کے علاوہ حوثیوں نے بحیرہ احمر کے ساحل اور آبنائے باب المندب کے اطراف میں اہم سٹریٹجک مقامات پر کنٹرول حاصل کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ اس کے باعث اس اہم بحری گزرگاہ میں محفوظ جہاز رانی کو درپیش خطرات میں مزید اضافہ ہوا ہے، اگرچہ یمنی حکومت کا کہنا ہے کہ اس نے آبنائے باب المندب کو 'محفوظ' بنا دیا ہے۔

یمن میں بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ اور سعودی عرب کی حمایت یافتہ حکومت اور ایران کے حمایت یافتہ حوثیوں کے درمیان خانہ جنگی ایک دہائی سے زائد عرصے سے جاری ہے۔ اس تنازع میں ہزاروں افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور یمن دنیا کے بدترین انسانی بحرانوں میں سے ایک کا شکار ہو گیا ہے۔

یہ ایک پیچیدہ اور اکثر الجھا دینے والا جغرافیائی سیاسی تنازع ہے، اور حالیہ کشیدگی کو ایران، امریکہ اور اسرائیل کے درمیان جاری تناؤ کے وسیع تر تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔

سنہ 2000 کی دہائی کے وسط میں القاعدہ کی شورش کے بعد پہلی بار سعودی عرب کو اس نوعیت کے سنگین خطرے کا سامنا ہے۔

سعودی حکومت نے اُس وقت عوامی حمایت حاصل کرنے کی مؤثر حکمت عملی کے ذریعے القاعدہ سے درپیش چیلنج پر قابو پایا تھا۔ بعد ازاں اس نے عرب دنیا میں آنے والی 'عرب سپرنگ' کی تحریکوں کا بھی مقابلہ کیا، جن کے نتیجے میں تیونس، لیبیا، مصر اور یمن کے حکمران اقتدار سے محروم کر دیے گئے تھے۔

مارچ 2026 میں ریاض پر ایران کے بیلسٹک میزائل حملے کو بھی سعودی عرب نے کسی حد تک ناراضی کے باوجود برداشت کر لیا تھا۔

تاہم موجودہ صورتحال مختلف ہے۔ سعودی عرب کے پاس مشرق وسطیٰ کی طاقتور ترین فضائیہ میں سے ایک موجود ہے اور وہ حوثی ٹھکانوں پر

تباہ کن فضائی حملے بھی کر رہا ہے۔ اس کے باوجود یمن میں مخالف قوتیں (حوثی) ملک کے شمالی اور مغربی حصوں سمیت وسیع علاقوں پر قبضہ جمانے میں کامیاب رہی ہیں۔

تاہم حوثیوں کو بخوبی معلوم ہے کہ سعودی عرب کو کہاں نقصان پہنچایا جا سکتا ہے: یعنی سعودی معیشت کے حساس ترین حصوں کو نشانہ بنا کر۔

'محورِ مزاحمت' کا حصہ ہونے کے ناطے حوثی ایران کے لیے ایک اہم سٹریٹجک شراکت دار ہیں۔ بحیرہ احمر کے ساحلی شہر جیزان سے لے کر خریص کے پیٹروکیمیکل کمپلیکس تک، حوثی دھماکا خیز ڈرونز اور میزائلوں کے ذریعے انتہائی درستگی سے حملے کر رہے ہیں۔ بحیرہ احمر کا بحری تجارتی راستہ اب مزید اہم ہو گیا ہے کیونکہ خلیج کے دوسری جانب واقع آبنائے ہرمز امریکہ اور ایران کے درمیان جنگ کے خاتمے کے لیے کسی معاہدے پر اتفاق نہ ہونے کے باعث تاحال مکمل طور پر بحال نہیں ہو سکی۔

بحیرہ احمر میں جہازوں کو نشانہ بنانا بھی حوثیوں کی جانب سے دباؤ بڑھانے کی ایک حکمت عملی سمجھی جا رہی ہے۔ ان حملوں سے عالمی معیشت کو نقصان پہنچتا ہے، جو تہران کے لیے ایک اہم سفارتی اور سیاسی ہتھیار کی حیثیت رکھتا ہے۔

ستمبر کے اوائل میں وائٹ ہاؤس نے کہا تھا کہ وہ یمن کے تنازع میں براہ راست مداخلت نہیں کرے گا، تاہم سعودی عرب کو انٹیلیجنس معاونت فراہم کی جا سکتی ہے۔ بعد میں امریکہ نے تصدیق کی کہ وہ انٹیلیجنس معلومات فراہم کر رہا ہے اور اس نے سعودی عرب میں فوجی ماہرین بھی تعینات کیے ہیں۔

تاہم ریاض پر حالیہ حملے، جس میں ایک امریکی شہری بھی ہلاک ہوا، کے بعد صورتحال نے ممکنہ طور پر نیا رخ اختیار کر لیا ہے۔

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے سنیچر کے روز ہونے والے حملے کو 'خوفناک' قرار دیا اور اشارہ دیا کہ وہ سعودی عرب کے ساتھ مل کر فوجی مداخلت کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ 'ہمیں حالیہ حملے کے بارے میں ابھی معلوم ہوا ہے، اس لیے ہم فیصلہ کریں گے۔ ہم بہت تیزی سے اقدامات کرتے ہیں۔'

تاہم کم از کم اگلے ماہ ہونے والے اہم امریکی وسط مدتی انتخابات سے قبل ایسے کسی اقدام کا امکان کم دکھائی دیتا ہے۔

سنہ 2024 میں دوبارہ منتخب ہونے کے بعد ٹرمپ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ دنیا بھر میں جنگوں میں امریکہ کے کردار کا خاتمہ کریں گے۔ اس کے باوجود امریکہ اس وقت مشرق وسطیٰ میں غزہ، لبنان اور ایران سے متعلق تین غیر حل شدہ تنازعات میں الجھا ہوا ہے۔

اگر ٹرمپ ایک اور تنازع، اس بار یمن میں، میں شامل ہوتے ہیں تو امکان ہے کہ امریکی ووٹرز اس اقدام کو پسند نہیں کریں گے۔

اب یہ جنگ اس تاثر کو مضبوط کرتی دکھائی دے رہی ہے کہ کسی غیر مستحکم جنگ بندی تک پہنچنے سے پہلے اس میں مزید شدت آئے گی، خواہ امریکہ اس میں شامل ہو یا نہ ہو۔

وفاقی حکومت کس قانون کے تحت خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی یا گورنر راج نافذ کرسکتی ہے؟

پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) نے گذشتہ ہفتے 27 ستمبر کو اپنا اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ مؤخر کر دیا تھا اور چار اکتوبر کی نئی تاریخ کا اعلان کیا تھا۔ تاہم بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دارالحکومت میں کنٹینرز لگانے اور ملک بھر سے پولیس اہلکاروں کو بُلانے کے علاوہ وفاقی حکومت اس احتجاج کو روکنے کے لیے دیگر آپشنز پر بھی غور کر رہی ہے۔

گذشتہ دو، تین دنوں سے متعدد حکومتی شخصیات بشمول وفاقی وزرا اور خیبر پختونخوا کے گورنر 'ایمرجنسی' اور 'گورنر راج' کے الفاظ دہراتے نظر آتے ہیں۔

گذشتہ روز وفاقی وزیر قانون اعظم نذیر تارڑ نے جیو نیوز سے گفتگو میں کہا تھا کہ 'اگر حالات آئینی تقاضا کریں تو صوبے میں گورنر راج یا ایمرجنسی نافذ کی جاسکتی ہے۔'

اسی طرح کا بیان منگل کو خیبر پختونخوا کے گورنر فیصل کریم کنڈی نے بھی دیا جب انھوں نے صوبے میں پی ٹی آئی کی حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ 'میں چیلنج کرتا ہوں کہ چار تاریخ کو یہ اسلام آباد پہنچ کر دکھائیں، آپ صرف صوابی پہنچ کر دکھائیں۔'

جب صحافیوں نے ان سے گورنر راج یا ایمرجنسی کے نفاذ کے حوالے سے سوال کیا، تو ان کا کہنا تھا کہ 'میں خواب تو نہیں دیکھ سکتا کہ ایسا کب ہوگا اور کب نہیں ہوگا، جب صوبے کی صورتحال ایسی ہوگی، جس میں ضرورت ہوگی کہ گورنر راج لگایا جائے یا ایمرجنسی لگائی جائے تو آئین میں شق موجود ہے۔'

انھوں نے مزید کہا کہ 'جب صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان اور باقی اداروں کے لوگ بیٹھیں گے اور سمجھیں گے کہ صوبے میں گورنر راج کی گنجائش ہے یا ایمرجنسی کی گنجائش ہے تو وہ لگائیں گے۔'

وفاقی حکومت کی جانب سے خیبر پختونخوا کی سکیورٹی صورتحال کو بھی ایمرجنسی اور گورنر راج کے آپشنز پر غور کرنے کی وجہ بتایا جا رہا ہے۔

اُدھر پی ٹی آئی کے اندر چار اکتوبر کے لانگ مارچ کے حوالے سے آرا منقسم نظر آتی ہیں۔

ایک طرف وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی عوام کے مینڈیٹ کے خلاف کسی بھی اقدام کو 'ناقابلِ قبول' اور بظاہر لانگ مارچ کی تیاریاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، تو دوسری جانب پی ٹی آئی کے رہنما شوکت یوسفزئی نے جماعت کے چیئرمین بیرسٹر گوہر کو ایک خط لکھ کر لانگ مارچ ملتوی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

انھوں نے اپنے خط میں کہا ہے وفاقی حکومت 'کچھ معاملات کو جواز بنا کر' خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی نافذ کرنا چاہتی ہے، جس میں افغانستان کی طرف سے پاکستان پر ممکنہ حملے کا جواز دیا جا سکتا ہے۔

انھوں نے مزید لکھا کہ 'جس الزام کو بنیاد بنایا جا رہا ہے وہ دہشت گردی کو سپورٹ کرنا ہے اور اس کے لیے ایک شق موجود ہے کہ سیاست پر پابندی بھی لگ سکتی ہے۔'

'میری گزارش ہے کہ ان حالات میں پارٹی اپنے اور ملک کے وسیع تر مفاد میں بہتر حکمت عملی وضع کرے اور سوچے کہ اس صورتحال میں ایک ذمہ دار اور معروف سیاسی جماعت ہونے کے ناطے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ میری رائے میں ہمیں لانگ مارچ ملک کے وسیع تر مفاد میں فوری طور پر ملتوی کرنا چاہیے۔'

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وفاقی حکومت کن قوانین اور کس صورتحال میں ایمرجنسی یا گورنر راج نافذ کرسکتی ہے؟

ایمرجنسی کا نفاذ کیسے ممکن ہے؟

کسی صوبے میں ہنگامی حالت یا ایمرجنسی کا نفاذ پاکستان کے آئین کی شق 232 کے تحت کیا جا سکتا ہے اور اس کے نفاذ کا حق صدرِ پاکستان کے پاس ہے۔

آئین کی اس شق کے مطابق ایمرجنسی جنگ اور بیرونی جارحیت کے علاوہ داخلی انتشار یا خلل کی وجہ سے بھی نافذ کی جاسکتی ہے۔

اس شق میں کہا گیا ہے کہ اگر صدر اس بات پر مطمئن ہوں کہ کوئی سنگین ہنگامی صورتحال موجود ہے، جس میں پاکستان یا اس کے کسی حصے کی سلامتی کو جنگ، بیرونی جارحیت یا اندرونی انتشار سے ایسا خطرہ لاحق ہے جس پر قابو پانا صوبائی حکومت کے اختیار میں نہیں رہا تو وہ ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان کر سکتے ہیں۔

آئین کے مطابق صوبے میں ہنگامی حالت کے نفاذ کے لیے صوبائی اسمبلی کی قرارداد کی ضرورت ہوتی ہے، تاہم اگر صدر اپنی مرضی سے عمل کرے تو ایمرجنسی کے نفاذ کا فیصلہ دس دن کے اندر پاکستانی پارلیمان کے دونوں ایوانوں یعنی قومی اسمبلی اور سینیٹ کے سامنے منظوری کے لیے پیش کیا جانا لازمی ہے۔

آئین کے مطابق ملک کے جس علاقے میں جب تک ایمرجنسی کا نفاذ رہے گا اس وقت تک مجلسِ شوریٰ یا پارلیمان کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ متاثرہ صوبے یا اس کے کسی حصے کے لیے ایسے معاملات پر قوانین بنا سکتی ہے، جو وفاقی قانون ساز فہرست یا متوازی قانون ساز فہرست میں درج نہ ہوں۔

کسی صوبے میں ایمرجنسی کے نفاذ کی مدت کے دوران وفاق کا انتظامی اختیار ہدایات دینے تک ہوگا کہ مذکورہ صوبے کے انتظامی اختیار کو کس طرح استعمال کیا جائے۔

آرٹیکل 232 کے مطابق ایمرجنسی کے نفاذ کی صورت میں وفاقی

حکومت صوبے کا انتظام خود سنبھال سکتی ہے یا صوبے کے گورنر کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت کی طرف سے صوبائی حکومت کے تمام یا چنندہ فرائض اور صوبے میں صوبائی اسمبلی کے علاوہ کسی بھی ادارے یا اختیار کو دیے گئے یا قابل استعمال اختیارات سنبھالے۔

تاہم آئین میں واضح ہے کہ اس صورتحال میں کسی بھی صورت میں وفاقی حکومت کو یہ اختیار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ خود ہائیکورٹ کے اختیارات سنبھالے یا صوبے کے گورنر کو اپنی طرف سے ایسا کرنے کو کہے، یا ہائیکورٹ سے متعلق آئین کی کسی بھی شق کو مکمل یا جزوی طور پر معطل کرے۔

آئینِ پاکستان کے جس آرٹیکل کے تحت صوبے میں ہنگامی حالت نافذ کی جا سکتی ہے اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آرٹیکل میں کوئی بھی چیز صوبائی اسمبلی کے کسی بھی قانون کو بنانے کے اختیار کو محدود نہیں کرے گی جو اسے آئین کے تحت بنانے کا اختیار ہے۔

لیکن اگر کسی صوبائی قانون کی کوئی شق اس ایکٹ آف پارلیمنٹ کی کسی شق کے خلاف ہو جس کا پارلیمان کو ہنگامی حالت کے نفاذ کے ایکٹ کے تحت بنانے کا اختیار حاصل ہے تو پارلیمنٹ کا بنایا گیا قانون چاہے صوبائی قانون سے پہلے منظور ہو یا بعد میں، اس وقت تک غالب رہے گا جب تک ہنگامی حالت کا نفاذ باقی رہتا ہے۔

ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان پارلیمان کے اس مشترکہ اجلاس کے سامنے رکھا جاتا ہے، جو صدر کی طرف سے اعلان کے اجرا کے 30 دن کے اندر بلایا جانا لازم ہے اور یہ ایمرجنسی دو ماہ کی میعاد مکمل ہونے پر ختم بھی ہو جائے گی، تاوقتیکہ میعاد ختم ہونے سے پہلے مشترکہ اجلاس کی قرارداد کے ذریعے اس کا نفاذ دوبارہ منظور نہ کیا جائے۔

آئین کے مطابق اگر پارلیمان کا مشترکہ اجلاس دونوں ایوانوں کے کل اراکین کی اکثریت سے ایمرجنسی کے نفاذ کو مسترد کر دے تو اس صورت میں بھی ایمرجنسی کا نفاذ باقی نہیں رہے گا۔

گورنر راج کیوں لگتا ہے اور اسے لگانے کا اختیار کس کا ہے؟

یاد رہے کہ حکومتی وزرا نا صرف ایمرجنسی کے نافذ کے امکانات پر بات کر رہے ہیں بلکہ گورنر راج کی باتیں بھی کی جا رہی ہیں۔

کسی بھی صوبے میں وزیر اعلیٰ اور صوبائی اسمبلی کے اراکین عوام کے منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں، جو اس صوبے کے حکومتی اور انتظامی امور چلاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گورنر صوبوں میں وفاق کے نمائندے کے طور پر موجود ہوتا ہے۔

عام حالات میں گورنر کا عہدہ محض علامتی ہوتا ہے جبکہ صوبے میں حکومتی پالیسیوں پر عملدرآمد کروانا منتخب صوبائی حکومت کے ذمے ہوتا ہے۔

مگر جب گورنر راج لگتا ہے تو ایک محدود مدت کے لیے تمام تر اختیارات گورنر کے پاس آ جاتے ہیں اور وزیر اعلیٰ اور ان کی اسمبلی بے اختیار ہو جاتی ہے۔

آئین پاکستان کے دسویں باب میں دو شقیں ایسی ہیں، جن کی بنیاد پر صوبے میں ایمرجنسی یا گورنر راج لگایا جا سکتا ہے۔ ان میں آرٹیکل 232 اور 234 شامل ہیں۔

اگر صدرِ پاکستان سمجھتے ہیں کہ پاکستان یا اس کے کسی حصے کو جنگ یا بیرونی خطرات لاحق ہیں، یا ایسی اندرونی شورش ہے جو صوبائی حکومت کے بس کی بات نہیں، تو وہ ایمرجنسی اور گورنر راج نافذ کر سکتے ہیں۔

تاہم اندرونی خلفشار کے باعث لگنے والی ایمرجنسی کی صورت میں اس فیصلے کے نفاذ سے پہلے اس کی متعلقہ صوبائی اسمبلی سے توثیق لازم ہے۔

اسی شق میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر صدر اپنے طور پر ہی گورنر راج لگانے کا فیصلہ کر لیں تو اس صورت میں انھیں پارلیمان کے دونوں ایوانوں سے دس روز کے اندر اپنے فیصلے کی توثیق کروانا ہوگی۔

ایسی ایمرجنسی کی صورت میں اس صوبے کے انتظامی امور اور قانون سازی کا اختیار وفاق میں پارلیمان کے پاس منتقل ہو جائے گا۔

گورنر راج کی مدت اور توثیق کا عمل

وفاقی حکومت خود یا صوبائی گورنر کو اختیار دے سکتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت کے نمائندے کے طور پر وہاں تمام امور سرانجام دے، تاہم صوبے کی ہائی کورٹ کے اختیارات وفاقی حکومت یا گورنر کو منتقل نہیں ہوتے۔

اب آرٹیکل 234 کے تحت اگر صدر کو صوبائی گورنر یہ رپورٹ پیش کر دے کہ صوبے میں ایسی صورتحال پیدا ہو گئی ہے جس میں صوبائی حکومت آئین کے وضع کردہ طریقہ کار کے تحت کام نہیں کر سکتی، تو وہ یہاں گورنر راج نافذ کرتے ہوئے تمام اختیارات اپنے پاس رکھ سکتے ہیں یا صوبے میں اپنے نمائندے گورنر کے حوالے کر سکتے ہیں۔

آئین کے مطابق اس صورت میں صوبائی اسمبلی کے اختیارات پارلیمنٹ کو منتقل ہو جاتے ہیں جبکہ ہائی کورٹ کے اختیارات نہیں لیے جا سکتے۔

گورنر راج کی مدت صرف دو ماہ ہو سکتی ہے اور اس کی توثیق بھی پارلیمان کے مشترکہ اجلاس سے کروانا ہوتی ہے جبکہ گورنر راج میں مشترکہ اجلاس کے ذریعے ایک وقت میں صرف دو ماہ کی توسیع ہی کی جا سکتی ہے اور اس کی کل میعاد چھ ماہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

اگر اس دوران قومی اسمبلی تحلیل ہو بھی جائے تو صوبے میں گورنر راج تین ماہ تک نافذ رہے گا جب تک کہ قومی اسمبلی کے انتخابات نہ ہو جائیں یا سینیٹ اس ضمن میں کوئی فیصلہ کر لے۔

کیا گورنر راج کو عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے؟

پاکستانی آئین کی شق نمبر 236 کے تحت اس کے 10 ویں باب میں موجود کسی بھی آرٹیکل کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

تاہم قانونی ماہر احمد بلال محبوب نے ماضی میں بی بی سی اردو سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب تک لگنے والی تقریباً تمام ہی ایمرجنسیز اور گورنر راج کو عدالتوں میں چیلنج کیا گیا۔

اس بارے میں بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا کہ اس باب کے تحت تو ایسے کسی حکم نامے پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا، تاہم کوئی بھی شخص عدالت میں رٹ دائر کر سکتا ہے کہ آئین میں موجود دیگر شقوں کی خلاف ورزی ہوئی یا اس کے بنیادی حقوق سلب کیے گئے۔

پاکستان میں گورنر راج کی تاریخ

پاکستان کی تاریخ میں مختلف ادوار میں اب تک 15 بار مرکز یا وفاق نے صوبوں میں گورنر راج لگایا گیا۔ یہ عمل تین، تین بار پنجاب، سندھ اور صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا)، چار بار بلوچستان اور دو بار مشرقی بنگال میں ہوا۔

ایسا تب ہوا جب صوبائی اسمبلیاں تحلیل کی گئیں اور انتظامی اختیار براہِ راست مرکز کے ماتحت آ گیا، جیسا کہ 958، 1972 اور 977، 1985 کے مارشل لا کے ادوار میں ہوا یا پھر جب مرکز نے کسی نہ کسی جواز کے تحت گورنر راج نافذ کیا۔

صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا) میں بھی تین بار گورنر راج نافذ کیا گیا۔ یہ راج پہلی بار 16 فروری 1975 سے 3 مئی 1975 تک، دوسری بار 25 فروری 1994 سے 24 اپریل 1994 تک اور تیسری بار 12 اکتوبر 1999 سے 30 نومبر 2002 تک نافذ العمل رہا۔

گوجرانوالہ میں حاملہ اہلیہ پر مبینہ تشدد کرنے والے شوہر کے خلاف مقدمے میں اقدام قتل اور چوری کی دفعات شامل

انتباہ: اس رپورٹ میں شامل کچھ تفصیلات قارئین کے لیے پریشان کن ہوسکتی ہیں۔

گوجرانوالہ پولیس نے پانچ ماہ کی حاملہ اہلیہ کوتشدد کا نشانہ بنانے کے الزام میں گرفتار شخص کے خلاف مقدمے میں چوری اور اقدام قتل کی دفعات بھی شامل کر دی ہیں۔

ملزم پر الزام ہے کہ اس نے اپنی اہلیہ پر تشدد کر کے اسے اسقاطِ حمل پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ خاتون پر مبینہ تشدد کا یہ واقعہ 27 اور 28 ستمبر کی درمیانی شب پیش آیا تھا۔

جمعرات کو جوڈیشل مجسٹریٹ محمد عثمان کی عدالت میں پولیس نے ملزم کو پیش کیا اور بتایا کہ اس نے وہ قینچی برآمد کر لی ہے، جس سے ملزم طیب نے اپنی اہلیہ کے چہرے پر زخم لگائے۔

دوسری جانب ملزم کے وکلا نے عروج کے چہرے پر آنے والی چوٹوں کو 'خود ساختہ' قرار دیتے ہوئے کہا کہ اصل معاملہ پیسوں کے لین لین کا ہے اور الزام عائد کیا کہ مدعی مقدمے کے ذریعے 'بلیک میلنگ' کر کے مزید رقم حاصل کرنا چاہتا ہے۔

تاہم مبینہ تشدد کا شکار عروج کے وکلا نے الٹرا ساؤنڈ میں دوسری بیٹی کے بارے علم ہونے کی وجہ سے تشدد کرنے کے مؤقف کو دہرایا اور خاتون کو آنے والی چوٹوں کے بارے عدالت کو آگاہ کیا۔

جوڈیشل مجسٹریٹ محمد عثمان نے وکلا کے دلائل اور تفتیشی افسر کو سننے کے بعد ملزم طیب کو مزید چار روزہ جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا۔

ملزم کے والد نے کمرہ عدالت کے باہر میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے اپنے بیٹے پر لگنے والے الزامات کی تردید کی ہے کہا کہ ان کی 'گیارہ پوتیاں ہیں، میں نے سب کی پیدائش پر عقیقے کیے اور خوشی سے مٹھائیاں بھی بانٹی تھیں۔'

انھوں نے دعویٰ کیا کہ ان کی بہو کے بھائی نے ان کے بیٹے سے ڈیڑھ کروڑ روپے ادھار لے رکھے تھے اور بطور گارنٹی چیک بھی دیے ہوئے تھے۔

انھوں نے مزید کہا کہ ادھار لی گئی رقم واپس نہ کرنے پر 'میاں اور بیوی میں جھگڑے ہوا۔'

معاملہ ہے کیا؟

گوجرانوالہ پولیس نے 28 ستمبر کو پانچ ماہ کی حاملہ خاتون کو تشدد کا نشانہ بنانے کے الزام میں ان کے شوہر کو گرفتار کیا تھا، جس نے مبینہ طور پر پہلے اپنی اہلیہ کو اسقاطِ حمل پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔

ملزم کی اہلیہ اور متاثرہ خاتون کا کہنا ہے کہ شادی کے بعد اُن کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوئی تھی اور اب جب وہ دوبارہ حاملہ ہوئیں تو الٹرا ساؤنڈ رپورٹ میں پتا چلا کہ اُن کے ہاں دوسری بیٹی کی پیدائش ہوگی جس پر ابتدا میں اُن کے شوہر نے مبینہ طور پر انھیں اسقاطِ حمل پر مجبور کرنے کی کوشش کی اور انکار پر انھیں تشدد کا نشانہ بنایا۔

سی پی او گوجرانوالہ کے آفس سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا کہ خواتین پر تشدد کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا اور اس مقدمے کی تفتیش میرٹ پر کرتے ہوئے ملزم کو قرار واقعی سزا دلوائی جائے گی۔

ایف آئی آر میں کیا بتایا گیا ہے؟

اس واقعے کا مقدمہ 28 ستمبر کو گوجرانوالہ کے تھانہ صدر میں متاثرہ خاتون کے والد کی مدعیت میں درج کیا گیا ہے۔

مدعی مقدمہ کے مطابق اُن کی بیٹی کی شادی چار سال قبل ملزم کے ساتھ ہوئی تھی اور اس جوڑے کی ایک سال کی بیٹی ہے۔ مدعی مقدمہ کے مطابق اُن کی بیٹی دوبارہ حاملہ ہیں اور حمل کی مدت لگ بھگ پانچ ماہ ہے۔

ایف آئی آر کے مطابق والد نے پولیس کو بتایا کہ 27 ستمبر کی رات انھیں اپنی بیٹی کا فون موصول ہوا جس نے بتایا کہ اُس کا شوہر مار پیٹ کر رہا ہے۔ بیٹی نے والد سے استدعا کی کہ اسے بچایا جائے۔

والد کے مطابق وہ اپنی اہلیہ اور بیٹے کے ہمراہ بیٹی کے سسرال پہنچے، جہاں وہ شدید زخمی حالت میں تھیں۔

ایف آئی آر میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ متاثرہ خاتون نے بتایا کہ اُن کے شوہر پہلی بیٹی کی پیدائش پر بھی ناراض تھے اور اب پھر حاملہ ہونے پر جب الٹرا ساؤنڈ کروایا گیا تو ڈاکٹر نے حمل میں بیٹی کی موجودگی کا بتایا جس پر شوہر ناراض ہوا۔

ایف آئی آر کے مطابق 'یہ پتہ چلنے کے بعد سے ملزم اپنی اہلیہ کو ہراساں کرتا اور اسقاط حمل کی ترغیب دیتا رہا اور کہتا رہا کہ 'میں نے بیٹی نہیں لینی۔'

مدعی مقدمہ کے مطابق متاثرہ خاتون کے لگاتار انکار پر ملزم نے اسے تشدد کا نشانہ بنایا اور مبینہ طور پر ٹانگیں مار کر خود سے حمل ضائع کرنے کی کوشش کی۔

متاثرہ خاتون نے بی بی سی اُردو سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ انھوں نے گریجویشن کر رکھی ہے جبکہ اُن کے شوہر انٹر پاس ہیں۔

اُن کے مطابق اُن کے شوہر پہلی بچی کی پیدائش پر بھی خوش نہیں تھے اور جب دوسرے حمل کے بارے میں بھی یہی پتہ چلا تو 'اس نے پہلے بچہ ضائع کروانے کی بات کی اور انکار پر تشدد کا نشانہ بنایا۔'

دوسری جانب زیرِ حراست ملزم کے اہلخانہ نے ان الزامات کی تردید کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ معاملہ سکریپ کے کاروبار میں دونوں خاندانوں کے لین دین کے تنازع کا شاخسانہ ہے۔

ملزم کے اہلخانہ کے مطابق پیسوں کے لین دین کے معاملے کی وجہ سے اُن کے بھائی پر تشدد کا الزام لگا کر اسے جھوٹے مقدمے میں الجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان کے مطابق وکیل کی خدمات حاصل کر کے وہ اس مقدمے کا عدالت میں سامنا کریں گے۔

ملزم کے اہلخانہ کے اس دعوے پر گوجرانوالہ پولیس کا کہنا ہے کہ ابتدائی تفتیش میں یہ سامنے آیا ہے کہ خاتون پر تشدد کیا گیا ہے جس کے باعث وہ زخمی ہیں تاہم یہ دعویٰ کہ دونوں خاندانوں کے درمیان لین دین کا تنازع تھا، اس کو علیحدہ سے دیکھا جائے گا۔

انھوں نے کہا کہ فی الحال خاتون کا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال سے میڈیکل کروا لیا گیا ہے، اور اسی کی بنیاد پر اس کیس میں تفتیش کو آگے بڑھایا جائے گا۔

حکومتِ پاکستان نے شنگھائی تعاون تنظیم (ایس سی او) کے سربراہی اجلاس کے لیے 45 بلٹ پروف گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ 300 نان بُلٹ پروف گاڑیاں کرائے پر حاصل کرنے کے حوالے سے وضاحت جاری کی ہے۔

حکومتی بیان کے مطابق 45 بلٹ پروف گاڑیوں کی خریداری کے بارے میں بعض شکوک وشبہات پر مبنی اور غیر ضروری تبصرے کیے جا رہے ہیں، جن میں اس فیصلے (گاڑیوں کی خریداری) کے پس منظر اور اہمیت کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

حکومت کے مطابق 'اس موقع سے پاکستان کو عالمی برادری میں اپنا وقار اور مقام مزید مستحکم کرنے کا موقع ملے گا، اس لیے اجلاس کی اہمیت کو کم تر نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ ہی اسے سیاسی رنگ دیا جانا چاہیے۔'

بیان میں کہا گیا ہے کہ اجلاس میں مختلف ممالک کے سربراہانِ مملکت، سربراہانِ حکومت اور بین الاقوامی تنظیموں کے اعلیٰ حکام شرکت کریں گے، جس کے باعث سکیورٹی کے بین الاقوامی معیار کے مطابق محفوظ، قابلِ اعتماد اور مؤثر نقل وحمل کا انتظام ناگزیر ہے۔

حکومت کا کہنا ہے کہ پاکستان کو درپیش سکیورٹی چیلنجز اور بیرونی دشمن

علی ارقم نامی سوشل میڈیا صارف نے حکومت کی 'کفایت شعاری' کی مہم پر طنز کرتے ہوئے سوال کیا کہ 'ایس سی او اجلاس ختم ہونے کے بعد اِن گاڑیوں کا کیا ہو گا؟'

انھوں نے مزید لکھا کہ 'یہاں معاملہ صرف گاڑیوں کی خریداری کا نہیں۔ سوال یہ بھی ہے کہ ریاست ان اخراجات کو کس طرح منظور کرتی ہے اور ان پر عوامی یا پارلیمانی نگرانی کتنی ہوتی ہے؟ ایسی خریداریوں کے لیے سپلیمنٹری گرانٹ اور ایمرجنسی سکیورٹی انتظامات کا راستہ اختیار کیا جا تا رہا ہے۔'

• نئی بُلٹ پروف گاڑیوں کے لیے 6.9 ارب روپے •

'ایس سی او اجلاس کے بعد اِن گاڑیوں کا کیا ہو گا؟'

صحافی تنویر ملک کے مطابق آٹھ ستمبر کو پاکستانی وزارت خزانہ نے ایک اعلامیے کے ذریعے آگاہ کیا تھا کہ 30 بلٹ پروف گاڑیوں کی خریداری کے لیے 6.6 ارب روپے کی سپلیمنٹری گرانٹ کی منظوری دی گئی تھی۔ اس کے بعد 14 ستمبر کو اقتصادی رابطہ کمیٹی (ای سی سی) نے کابینہ ڈویژن کی جانب سے پیش کی گئی ایک اور سمری پر غور کیا جس میں مزید 15 بلٹ پروف سیڈان گاڑیوں کی خریداری کے لیے تکنیکی ضمنی گرانٹ کے ذریعے تین ارب روپے فراہم کرنے کی تجویز دی گئی تھی۔

وفاقی حکومت کے کفایت شعاری کے اقدامات کے تحت چونکہ نئی گاڑیوں کی خریداری پر پابندی عائد ہے، اسی لیے ان 45 گاڑیوں کی خریداری سے قبل پابندی میں نرمی حاصل کی گئی ہے۔

بُلٹ پروف گاڑیوں پر وضاحت

وفاقی وزیر دفاع خواجہ آصف کی جانب سے 'ایکس' پر پوسٹ کردہ کابینہ ڈویژن کے اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اس وقت شنگھائی تعاون کونسل کے فورم 'کونسل آف ہیڈز آف سٹیٹ' کی صدارت کر رہا ہے اور یہ سربراہی اجلاس دنیا کے اہم ترین اور باوقار بین الاقوامی اجتماعات میں شمار ہوتا ہے اور یہ اجلاس 1973 کے اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) سربراہی اجلاس کے بعد پاکستان میں منعقد ہونے والا سب سے بڑی عالمی تقریب ہو گی۔

عناصر سے لاحق خطرات کے پیشِ نظر اعلیٰ شخصیات کو زیادہ سے زیادہ تحفظ فراہم کرنا مزید اہم ہو جاتا ہے۔

بیان میں مزید کہا گیا کہ کابینہ ڈویژن کے پاس اس وقت دستیاب جدید ترین بلٹ پروف گاڑیاں 2016 ماڈل کی ہیں، جو اجلاس کی ضروریات اور مطلوبہ سکیورٹی معیار پر پورا نہیں اُترتیں اور اسی لیے مطلوبہ خصوصیات کی حامل 45 بلٹ پروف گاڑیاں خریدنے کا فیصلہ مختلف فورمز پر غور وخوض کے بعد کیا گیا اور یہ تعداد کم از کم ضرورت کی بنیاد پر طے کی گئی۔

بیان میں مزید کہا گیا کہ اس گاڑیوں کے علاوہ 300 نان بلٹ پروف گاڑیاں کرائے پر حاصل کی جائیں گی۔

سوشل میڈیا پر ملے جلے تبصرے

یاد رہے کہ سوشل میڈیا پر یہ معاملہ گذشتہ کئی دن سے زیر بحث ہے اور صارفین اس پر اپنی آرا کا اظہار کر رہے ہیں۔

سابق سینیٹر مشاہد حسین سید نے حکومت پر تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ پاکستان میں ایس سی او اجلاس کے لیے حکومت 45 لگژری گاڑیاں خرید رہی ہے اور 9 ارب 60 کروڑ روپے 'ضائع' کر رہی ہے۔

انھوں نے کہا کہ 'ایس سی او کے صرف 10 اراکین ہیں، انڈیا سمیت نو ممالک کے رہنماؤں کے لیے 45 گاڑیوں کی خریداری؟ حکومت کسے بیوقوف بنا رہی ہے۔'

انھوں نے کہا کہ اس خریداری کے لیے حکومت نئی گاڑیوں کی خرید پر عائد پابندی سے خصوصی استثنا بھی مانگا گیا ہے۔ انھوں نے تنقید کرنے والے پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ 'آپ کیا چاہتے ہیں کہ غیر ملکی سربراہان اور اعلیٰ حکام کو تانگے اور بگھی میں پھرایا جائے؟'

حسین یعقوب نامی صارف نے لکھا کہ 'سکیورٹی اپنی جگہ اہم ہے، لیکن عوام کا پیسہ بھی اتنا ہی اہم ہے۔ اگر بلٹ پروف گاڑیوں پر پیسے خرچ کرنا واقعی ضروری ہے تو حکومت کو درپیش سکیورٹی خطرات کے جائزے کی تفصیلات بھی عوام کے سامنے رکھنی چاہییں، یہ بھی واضح کرنا چاہیے کہ حکومت کے پاس موجودہ گاڑیوں کا کیوں استعمال نہیں کیا جا سکتا، اور خریداری کی شرائط وضوابط بھی ظاہر کی جانی چاہییں۔'

انھوں نے کہا کہ 'کفایت شعاری کی پالیسی میں استثنا دیا جا سکتا ہے، لیکن اس کے لیے شفافیت ناگزیر ہے۔'

حسنین رفیق نامی صارف نے لکھا کہ 'ٹیکس دیتے دیتے اور مہنگائی برداشت کرتے کرتے عوام مر گئی ہے۔ ہمیں سفارتی کامیابیوں کی کہانیاں نہ سنائیں، گذشتہ چار سال میں ان سے عام آدمی کو کیا ملا؟ ہمیں ایسے اعزازوں کی نہیں، روٹی اور چھت کی ضرورت ہے، جو آج ایک لاکھ ماہانہ کمانے والے کے لیے بھی مشکل ہوتی جا رہی ہے۔'

ماہنامہ کرائم بیورو کراچی

ڈی آئی جی سی ٹی ڈی کیپٹن (ر) غلام اظفر مہسر اور ایس ایس پی عرفان بہادر کا پریس کانفرنس میں بڑا انکشاف

یومِ آزادی پر کراچی کو خون میں نہلانے کا ہولناک غیر ملکی منصوبہ ناکام

سی ٹی ڈی و حساس اداروں کی بڑی پیش رفت، کالعدم SRA کے 3 خطرناک سلیپر سیل دہشت گرد دستی بموں اور اسلحے سمیت گرفتار

سی ٹی ڈی کا نیٹ ورک کے خلاف آہنی ہاتھ: رواں عرصے میں 900 سے زائد انٹیلی جنس آپریشنز، 100 دہشت گرد گرفتار اور 04 جہنم واصل

رپورٹ: زاہد علی شاہ

کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ (سی ٹی ڈی) سندھ، رینجرز اور قومی حساس اداروں نے ایک انتہائی مربوط اور کامیاب انٹیلی جنس بیسڈ جوائنٹ آپریشن (IBO) کرتے ہوئے یومِ آزادی کے موقع پر عروس البلاد کراچی کو خون میں نہلانے اور بدترین تخریب کاری کا غیر ملکی منصوبہ ناکام بنا دیا ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے جرات مندانہ کارروائی کے دوران کالعدم سندھو دیش ریوولیوشنری آرمی (SRA) کے 03 مبینہ انتہائی مطلوب خطرناک دہشت گردوں کو زخمی حالت میں گرفتار کر کے ان کے قبضے سے 03 عدد ہینڈ گرنیڈ (دستی بم)، 9mm پسٹلیں، سینکڑوں راؤنڈز، لٹریچر اور دھماکہ خیز مواد برآمد کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ سینٹرل پولیس آفس اور سی ٹی ڈی ہیڈ کوارٹرز میں ایک پُرہجوم پریس کانفرنس کرتے ہوئے ڈی آئی جی سی ٹی ڈی کیپٹن (ر) غلام اظفر مہسر اور ایس ایس پی سی ٹی ڈی سید عرفان بہادر نے تفصیلی بریفنگ میں بتایا کہ 18 اگست کو کورنگی کازوے ندی کے پاس حساس معلومات کی بنیاد پر گھیرابندی کی گئی۔ اس دوران موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے خود کو گھرا دیکھ کر پولیس پارٹی پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی، تاہم سی ٹی ڈی اور حساس اداروں کی مؤثر جوابی حکمتِ عملی پر فائرنگ کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں تینوں دہشت گرد زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے اور انہیں حراست میں لے لیا گیا۔

دورانِ تفتیش گرفتار دہشت گردوں نے ہلاکت خیز انکشافات کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ انہیں بیرونِ ملک مقیم ماسٹر مائنڈ ارسلان شاہ کی جانب سے یومِ آزادی پر کراچی کو نشانہ بنانے کا باقاعدہ ٹاسک ملا تھا، جس کے لیے اگست کے پہلے ہفتے میں ہی ان کو کارروائیوں کے لیے بھاری رقوم منتقل کی گئی تھیں۔ ڈی آئی جی سی ٹی ڈی نے بتایا کہ 12 اگست کی شب کراچی کے علاقے ڈی ایچ اے سن سیٹ بلیوارڈ پر قومی پرچم، جھنڈیاں اور بیجز فروخت کرنے والے اسٹال پر موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے بدترین فائرنگ کی تھی۔ اس سفاکانہ حملے میں کورنگی کا رہائشی معصوم شہری امان اپنی بیوی اور معصوم بچوں کے سامنے گولیوں کا نشانہ بنا اور بعد میں دورانِ علاج ہسپتال میں دم توڑ گیا۔

تحقیقات کے مطابق ملزم سجاد ملاح نے قومی ایام پر حب الوطن شہریوں کے اسٹالز کی باقاعدہ ریکی کی تھی جس کے بعد ٹارگٹڈ فائرنگ کی گئی۔ ڈی آئی جی سی ٹی ڈی کیپٹن (ر) غلام اظفر مہسر نے سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ کالعدم تنظیم SRA کو بھارتی خفیہ ایجنسیوں کی کامل سرپرستی اور مالی معاونت حاصل ہے اور ان کا مقصد پاکستان کے قومی ایام پر معصوم شہریوں کو نشانہ بنا کر خوف، سراسیمگی اور افراتفری پھیلانا ہے۔ ایس ایس پی سی ٹی ڈی سید عرفان بہادر نے بتایا کہ گرفتار ملزمان کے خلاف انسدادِ دہشت گردی اور ایکسپلوسو سبسٹنس ایکٹ کے تحت 04 باقاعدہ مقدمات درج کر کے تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سی ٹی ڈی نے رواں عرصے میں 900 سے زائد ٹارگٹڈ آپریشنز کر کے 100 سے زائد دہشت گردوں کو جیل بھیجا اور 04 کو واصلِ جہنم کیا ہے۔ سی ٹی ڈی اور حساس ادارے شہر کا امن تباہ کرنے والے ہر بیرونی و اندرونی ہاتھ کو کاٹنے کے لیے ہمہ وقت متحرک ہیں۔

پی ٹی سی سعید آباد میں ریکروٹ کورس کی شاندار پاسنگ آؤٹ پریڈ

1,018 جوان عملی سروس میں شامل

مجموعی طور پر 018,1 زیرِ تربیت اہلکار کامیاب، جن میں 864 مرد اور 154 خواتین اہلکار عملی پولیس سروس میں شامل

آئی جی سندھ جاوید عالم اوڈھو کی جانب سے نمایاں کارکردگی دکھانے والے اہلکاروں میں انعامات اور تعریفی اسناد کی تقسیم

پولیس یونیفارم محض لباس نہیں بلکہ عوام کے اعتماد اور خدمتِ خلق کی علامت ہے، آئی جی سندھ کا پریڈ سے خطاب

رپورٹ: زاہد علی شاہ

سعید آباد کراچی میں ریکروٹ کورس کی شاندار اور پروقار پاسنگ آؤٹ پریڈ کا انعقاد کیا گیا جس میں مجموعی طور پر 018,1 زیرِ تربیت اہلکاروں نے اپنی سخت تربیت مکمل کر کے عملی پولیس سروس میں قدم رکھ دیا۔ پاس آؤٹ ہونے والے کامیاب جوانوں میں 864 مرد اور 154 خواتین اہلکار شامل ہیں۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی انسپکٹر جنرل آف پولیس سندھ جناب جاوید عالم اوڈھو تھے۔ ڈی آئی جی پی ٹریننگ سندھ جناب فیض اللہ کوریجو اور پرنسپل ایس ایچ پی ٹی سی سعید آباد محترمہ علینہ راجپر نے مہمانِ خصوصی کا پرتپاک استقبال کیا۔ تقریب میں ایڈیشنل آئی جی کراچی جناب آزاد خان اور ایڈیشنل آئی جی ٹریننگ سندھ جناب اقبال دارا سمیت سندھ پولیس کے دیگر سینئر افسران، اہلکاروں، تربیتی عملے اور معزز مہمانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، جس کے بعد زیرِ تربیت اہلکاروں نے اپنی پیشہ ورانہ مہارت، نظم و ضبط، جسمانی فٹنس اور پولیسنگ کی عملی صلاحیتوں کا شاندار مظاہرہ پیش کیا۔ اس موقع پر آئی جی سندھ جاوید عالم اوڈھو نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے زیرِ تربیت اہلکاروں میں انعامات اور تعریفی اسناد تقسیم کیں اور ان کی محنت، عزم اور شاندار کارکردگی کو سراہا۔ پاس آؤٹ ہونے والے اہلکاروں سے خطاب کرتے ہوئے آئی جی سندھ نے کہا کہ پولیس یونیفارم محض ایک لباس نہیں بلکہ ایک بڑی ذمہ داری، عوام کے اعتماد اور خدمتِ خلق کی علامت ہے۔ انہوں نے جوانوں پر زور دیا کہ وہ اپنے فرائض ایمانداری، نظم و ضبط، بہادری اور پیشہ ورانہ جذبے کے ساتھ انجام دیں اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کو اپنی اولین ترجیح بنائیں۔

آئی جی سندھ نے مزید کہا کہ آج سے آپ کی تربیت عملی خدمت کے ایک نئے سفر میں داخل ہو رہی ہے، ایک اچھا پولیس افسر صرف قانون نافذ کرنے والا اہلکار نہیں بلکہ مشکل وقت میں عوام کے لیے تحفظ، اعتماد اور امید کی علامت ہوتا ہے۔ انہوں نے جوانوں کو تلقین کی کہ وہ قانون کی بالادستی، انسانیت کے احترام اور عوامی خدمت کے جذبے کو ہمیشہ مقدم رکھیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ سندھ پولیس کے یہ سپوت اپنی صلاحیتوں، نظم و ضبط اور جذبۂ خدمت کے ذریعے فورس کے وقار کو مزید بلند کریں گے۔ پاس آؤٹ ہونے والے 018,1 جوانوں نے عزم کیا کہ وہ ملک و قوم، سندھ پولیس اور عوام کی خدمت میں اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دیں گے۔

سہیل آفریدی کی وائرل تصویر کی حقیقت اور ایمرجنسی

گورنر راج کے خلاف پشاور میں احتجاج کی روداد

خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی اور گورنر راج کے نفاذ کے دوسرے روز صوبائی دارالحکومت پشاور میں ریڈ زون اور اُس کے اطراف کے کچھ علاقے پیر کے دن بھی سیل رہے جبکہ شہر کے چند حصوں میں موبائل فون اور انٹرنیٹ سروسز بند رہی ہیں۔

شہر میں تحریک انصاف کے ممکنہ احتجاج کے پیش نظر پولیس اہلکار بڑی تعداد میں تعینات رہے جبکہ آج دوسرے روز بھی متعدد مقامات کنٹینرز کی مدد سے بند رہے۔

ایمرجنسی اور گورنر راج کے نفاذ کے خلاف تحریک انصاف نے پیر کے روز ہشتنگری چوک میں احتجاجی مظاہرے کا اعلان کر رکھا تھا، جس کے پیش نظر اس مقام پر پولیس کی بھاری نفری صبح ہی سے تعینات رہی۔

تحریک انصاف کے کچھ کارکن ہشتنگری چوک تک پہنچنے میں کامیاب رہے اور اس مقام پر اُن کی پولیس کے ساتھ آنکھ مچولی بھی جاری رہی، تاہم پی ٹی آئی کارکن کوئی بڑا مظاہرہ کرنے میں ناکام رہے۔

پاکستان تحریک انصاف کے صوبائی سیکریٹری اطلاعات شوکت یوسفزئی نے بی بی سی اُردو سے بات کرتے ہوئے کہا کہ نہ تو وہ کسی قسم کا ٹکراؤ چاہتے ہیں اور نہ ہی اپنے کارکنوں کو کسی خطرے سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔

انھوں نے کہا ہے کہ تحریک انصاف کا لانگ مارچ جاری رہے گا جبکہ اُن کی جماعت گورنر راج اور ایمرجنسی کے نفاذ کے خلاف عدالت سے رجوع کرے گی۔

پشاور میں آج پورا دن کیا ہوتا رہا، اس سے قبل جان لیتے ہیں سوشل میڈیا پر وائرل ایک تصویر کی حقیقت۔

سہیل آفریدی کی وائرل تصویر کی کہانی

اتوار کی صبح خیبر پختونخوا میں ایمرجنسی اور گورنر راج کے نفاذ کے بعد سے نا صرف تحریک انصاف کی صوبائی قیادت کہیں نظر آ رہی تھی بلکہ ایک بڑا سوال یہ بھی کیا جا رہا تھا کہ وزیرِ اعلیٰ سہیل آفریدی کہاں ہیں؟

اگرچہ پی ٹی آئی کے چند رہنماؤں کی جانب سے یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ سہیل آفریدی کو حراست میں لے لیا گیا ہے، تاہم حکام کی جانب سے اس حوالے سے کچھ نہیں بتایا جا رہا تھا۔ ایمرجنسی کے نفاذ کے لگ بھگ 30 گھنٹے بعد وفاقی حکومت کی جانب سے تصدیق کی گئی کہ سہیل آفریدی نقضِ امن کے خدشے کے پیش نظر حراست میں ہیں۔

تاہم اس دورانیے میں معلومات کے فقدان کے بیچ ایک تصویر سوشل میڈیا پر گردش کرتی رہی جس میں دکھایا گیا تھا کہ سہیل آفریدی بظاہر پولیس اور رینجرز کی وردی میں ملبوس افراد کی حراست میں ایک عمارت میں داخل ہو رہے ہیں۔

بیشتر سوشل میڈیا اکاؤنٹس کے ذریعے یہ تصویر شیئر کی گئی جسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ کسی سی سی ٹی وی کیمرے کی ویڈیو سے لیا گیا سکرین شاٹ ہو۔

یہ تصویر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز فیس بک، ایکس، انسٹاگرام اور ٹک ٹاک پر سہیل آفریدی کی رہائی کے مطالبے کے ساتھ شیئر کی جا رہی ہے، تاہم کیا یہ تصویر حقیقت پر مبنی ہے۔

بی بی سی اُردو نے اِس تصویر کو مختلف آن لائن ٹولز کے ذریعے ویریفائی کرنے کی کوشش کی۔

گوگل (جیمنائی) سنتھ آئی ڈی اور ہائیو ماڈریٹر ٹولز اس تصویر کی تصدیق میں ناکام رہے جبکہ امیج وسپر نامی پلیٹ فارم نے اس تصویر میں رد و بدل کی نشاندہی کی۔

تاہم ہمیں اوپن اے آئی کے امیج ویریفیکیشن ٹول نے اِس تصویر میں سنتھ آئی ڈی واٹر مارک کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ تصویر اوپن اے آئی (مصنوعی ذہانت) کے ذریعے بنائی گئی ہے۔

سنتھ آئی ڈی ایک ایسی ٹیکنالوجی ہے جسے گوگل ڈیپ مائنڈ نے تیار کیا ہے۔ یہ مصنوعی ذہانت کے ذریعے تیار کردہ مواد میں ناقابلِ دید ڈیجیٹل واٹر مارکس شامل کرتی ہے۔

یہ نظر نہ آنے والے واٹر مارکس ان تصاویر، آڈیو اور ویڈیو میں موجود ہوتے ہیں جو مصنوعی ذہانت کے ذریعے بنائی جاتی ہیں۔ یوں بعد میں ان واٹر مارکس کی مدد سے یہ شناخت کی جا سکتی ہے کہ آیا مواد مصنوعی ذہانت کے کسی ماڈل نے تیار کیا ہے یا نہیں۔

اس کے علاوہ سنتھ اے آئی ڈی ٹیکٹر نے بھی اس تصویر کے اے آئی سے بنائے جانے کی تصدیق کی ہے۔

یہ پلیٹ فارم این ویڈیا، اوپن اے آئی، گوگل اور کاکاؤ سے بنائے گئے مواد کو ڈیٹیکٹ (نشاندہی) کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس پلیٹ فارم پر اس تصویر کو اپ لوڈ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس تصویر کو اوپن اے آئی سے بنایا گیا ہے اور اس کی ویریفیکیشن رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس میں مزید رد و بدل کے امکانات کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

پشاور کے ہشتنگری چوک پر دن بھر کیا ہوتا رہا؟

تحریک انصاف کے احتجاج کے پیش نظر پشاور کے ہشتنگری چوک میں پولیس کی بھاری نفری صبح سے موجود تھی جن کے ساتھ قیدیوں کو لے جانے والی گاڑیاں تھیں۔

پیر کے روز دن بھر وقفے وقفے سے ہشتنگری چوک کے قریب گلیوں اور مختلف راستوں پر موجود پی ٹی آئی کے کارکن باہر نکلتے، نعرہ بازی کرتے اور پھر واپس چلے جاتے۔

اس دوران پولیس کی جانب سے چند کارکنوں کو حراست میں بھی لیا گیا ہے۔ پشاور شہر کے اہم راستوں کو آج دوسرے روز بھی کنٹینروں کے ساتھ بلاک کیا گیا تھا اور شہر کے مختلف مقامات پر پولیس اہلکار تعینات کیے گئے تھے۔

پاکستان تحریک انصاف کی صوبائی مرکزی اور دوسرے درجے کی قیادت کے رہنما احتجاج کے دوران کہیں نظر نہیں آئے۔

یاد رہے کہ وفاقی حکومت نے پیر کے روز تصدیق کی ہے کہ صوبے کے وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی کو نقصِ امن کے خدشے کے پیش نظر تحویل میں کیا گیا ہے۔ شوکت یوسفزئی نے بی بی سی کو بتایا کہ سہیل آفریدی کے علاوہ جنید

اکبر، بابر سلیم سواتی اور دیگر رہنما بھی پولیس کی تحویل میں ہے اور فی الحال کسی کو کچھ نہیں پتا کہ انھیں کہاں رکھا گیا ہے۔

ہشتنگری پر موجود تحریک انصاف کے ایک کارکن نے بتایا کہ پی ٹی آئی کے سوشل میڈیا میں کام کرتے ہیں اور اُن کے لوگ یہاں موجود ہیں، لیکن پولیس کے خوف سے وہ سامنے نہیں آ رہے۔ پولیس اور پی ٹی آئی کے کارکنوں کے درمیان ہشتنگری چوک میں آنکھ مچولی کا سلسلہ شام پانچ بجے تک جاری رہا۔

پشاور کے ہشتنگری چوک پر مظاہرین کو روکنے کے لیے سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس آپریشن فرحان خان موقع پر موجود رہے، تاہم انھوں نے میڈیا سے بات چیت نہیں کی۔

اُدھر ضلع خیبر میں ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی، لیکن پولیس کی جانب سے آنسو گیس اور ہوائی فائرنگ کی گئی جس کے بعد مظاہرین منتشر ہو گئے۔

خیبر پختونخوا کے ایک پولیس افسر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ ضلع خیبر میں پی ٹی آئی کے کارکنوں نے محدود پیمانے پر احتجاجی مظاہرہ کیا تھا، جسے پولیس نے منتشر کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ پی ٹی آئی رہنما شفیع جان نے گذشتہ روز کہا تھا کہ صوبے میں گورنر راج یا ایمرجنسی نافذ کی گئی تو اُن کی جماعت گورنر ہاؤس کا گھیراؤ کرے گی، تاہم پولیس کی بھاری موجودگی کے باعث آج دوسرے روز بھی

پی ٹی آئی کے کارکن بڑی تعداد میں پشاور کے کسی مقام پر نہیں نکلے۔

اس بارے میں پی ٹی آئی کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات شوکت علی یوسفزئی سے رابطہ کیا تو ان کا کہنا تھا کہ احتجاج اُن کا آئینی حق ہے لیکن جس طرح کے اقدامات پشاور میں کیے گئے ہیں، جیسے کنٹینرز لگا دیے گئے ہیں اور پولیس اور سیکیورٹی اہلکاروں کو تعینات کیا گیا ہے ایسے میں ان کی جماعت

کے قائدین نہیں چاہتے کہ کسی سے ٹکراؤ ہو۔

'ہم ٹکراؤ ہرگز نہیں چاہتے، ہم پرامن ہیں اور پرامن رہیں گے'

انھوں نے کہا کہ ان کی جماعت وفاقی حکومت کے اقدام کے خلاف ہر آئینی اور قانونی راستہ اختیار کرے گی اور اس دوران پرامن احتجاج جاری رہے گا۔ انھوں نے کہا کہ ان کا لانگ مارچ جاری رہے گا اور اس میں ان کی کوشش ہو گی کہ جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کو بھی اس میں دعوت دی جائے۔

پی ٹی آئی کے صوبائی جوائنٹ سیکریٹری اکرام کھٹانہ سے جب صوابی میں موجود لانگ مارچ کا پوچھا گیا، تو انھوں نے ایک ویڈیو بھیجی جس میں پولیس کو وہاں موجود مظاہرین کو منتشر کرتے دکھایا گیا۔

پشاور کے ریڈ زون اور اس کے قریبی علاقوں کو آج دوسرے روز بھی سیل رکھا گیا تھا۔

پشاور کینٹ، خیبر روڈ، وزیر اعلیٰ سیکریٹریٹ، گورنر ہاؤس، کور کمانڈ ہاؤس، سول سیکریٹریٹ، پولیس لائن اور سینٹرل پولیس آفس کی طرف جانے والے راستوں کو مختلف مقامات سے بند کیا گیا تھا۔

اِن مقامات کی طرف جانے والے راستوں پر بڑے بڑے کنٹینرز رکھے گئے تھے۔ شہر میں آج بھی بعض علاقوں میں موبائل فون اور انٹرنیٹ سروس کام نہیں کر رہی۔

یاد رہے کہ گذشتہ روز وفاقی حکومت کے فیصلے کے اعلان سے قبل ہی پشاور سمیت صوبے کے متعدد شہروں میں موبائل فون سروس اور موبائل فون انٹرنیٹ سروس معطل کر دی گئی تھی، جبکہ ریڈ زون کے علاقے میں کنٹینرز لگا دیے گئے تھے۔

پاکستان میں وکلا نے گورنر راج اور ایمرجنسی کے نفاذ کے فیصلے کے

خلاف عدالتوں کے بائیکاٹ کا بھی اعلان کیا تھا۔

پشاور کے ہشتنگری چوک پر موجود سعید آفریدی ایڈووکیٹ نے بی بی سی سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ منگل کے روز تحریک انصاف لائرز ونگ کا اجلاس منعقد ہو گا جس میں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔

پشاور میں اتوار کے روز بھی سڑکوں پر ٹریفک انتہائی کم رہی تھی جبکہ بیشتر کاروباری مراکز اور مارکیٹس بند رہیں۔

اگرچہ پیر کے روز کاروبار کی وجہ سے لوگوں کا رش رہتا ہے، لیکن کچھ علاقوں جیسے رنگ روڈ اور حیات آباد کے علاوہ جی ٹی روڈ پر ٹریفک کم رہی ہے، جبکہ اندرون شہر کے علاقوں میں کنٹینرز کی وجہ سے ٹریفک جام بھی دیکھی گئی ہے۔

ارجنٹینا کے مشہور فٹبالر لیونل میسی کے شاندار قومی کیریئر کا اختتام بیونس آئرس میں وینزویلا کے خلاف ایک دوستانہ میچ میں گول کے ساتھ ہوا۔

میسی کا کہنا ہے کہ وہ شکر اور فخر محسوس کرتے ہیں اور مطمئن ہیں۔

39 سالہ میسی نے ارجنٹینا کے لیے 208ویں اور اپنے آخری بین الاقوامی میچ میں دوسرے ہاف میں پنالٹی پر گول کیا۔

اس میچ کے دوران انھوں نے 48ویں منٹ میں نکولس اوٹمنڈی اور تاریخ کے عظیم ترین کھلاڑیوں میں شمار ہونے لگے۔

انھوں نے ارجنٹینا کے ساتھ ایک ورلڈ کپ اور دو کوپا امریکہ ٹائٹل جیتے۔

وہ ورلڈ کپ کی تاریخ میں 21 گولوں کے ساتھ دوسرے سب سے زیادہ گول کرنے والے کھلاڑی ہیں، جبکہ پہلے نمبر پر فرانس کے کائلیان ایمباپے ہیں جن کے 22 گول ہیں۔

'ہم جب فائنل تک پہنچے تو ہم میں زیادہ توانائی نہیں بچی تھی، لیکن ہم نے ہمیشہ کی طرح آخری لمحے تک جدوجہد جاری رکھی۔'

'ہم ایک بار پھر ٹرافی جیتنے کے بہت قریب پہنچ گئے تھے، اور ہمارے بارے میں جو کچھ بھی کہا گیا، اس کے باوجود کچھ عجیب نہیں ہوا۔ انگلینڈ کے خلاف میچ نے ہم سے بہت زیادہ توانائی لے لی کیونکہ ہم نے اس میں اپنا سب کچھ جھونک دیا تھا۔'

ریٹائرمنٹ پر میسی کی جذباتی تقریر اور ساتھی کھلاڑیوں کا خراجِ تحسین

میں نہیں چاہتا کہ یہ لمحہ کبھی ختم ہو

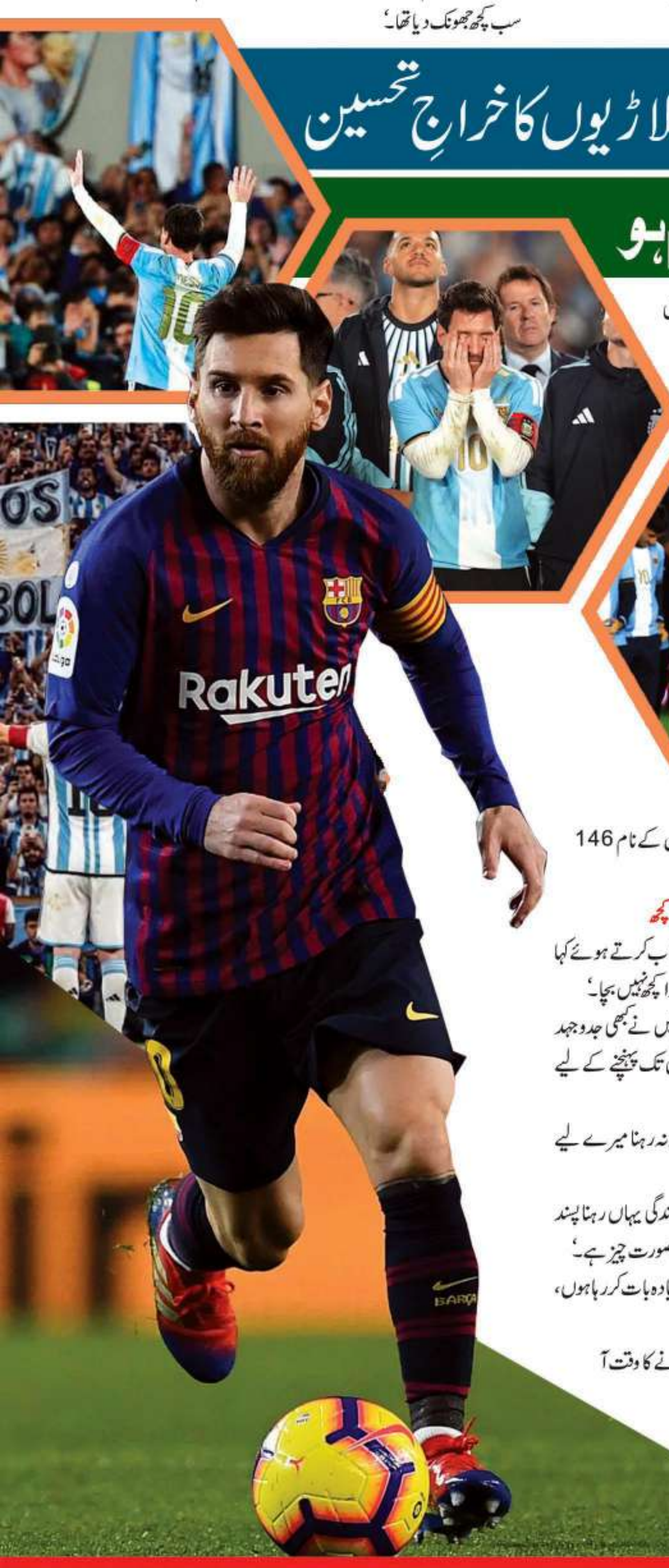

61ویں منٹ میں نکولس پاز مارٹینز کو گول میں معاونت بھی فراہم کی۔

ارجنٹینا نے اس دوستانہ میچ میں وینزویلا کو صفر کے مقابلے میں تین گول سے شکست دی۔

میسی نے رواں برس اگست میں بین الاقوامی فٹبال سے ریٹائرمنٹ کا اعلان کیا تھا۔

وہ اپنے والد خورخے کی وفات کے بعد پہلی بار ارجنٹائن کی جانب سے کھیل رہے تھے۔ ان کے والد 68 برس کی عمر میں طویل علالت کے بعد وفات ہو گئی تھی۔

میچ کے اختتام پر انھوں نے شائقین سے تقریباً 10 منٹ طویل خطاب کیا۔ اس دوران ان کے بعض ساتھی کھلاڑی، جن میں مانچسٹر سٹی کے اینزو فرنانڈیز بھی شامل تھے، آبدیدہ ہو گئے۔

اس دوران میسی نے اعتراف کیا کہ وہ میدان چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔

ان کا کہنا تھا کہ 'اس وقت میرے دل میں بے شمار جذبات ہیں۔ یقیناً میں بہت سی ایسی باتیں بھول رہا ہوں جو میں کہنا چاہتا تھا کیونکہ یہ میرے لیے بہت مشکل لمحہ ہے۔ سب سے پہلے میرے ذہن میں اپنے والد کا خیال آتا ہے۔

'میں یہاں سے شکرگزاری، فخر اور اطمینان کے احساس کے ساتھ رخصت ہو رہا ہوں۔ ہر چیز کے لیے آپ سب کا شکریہ۔'

میسی میچ میں پورے 90 منٹ تک گراؤنڈ میں رہے۔ اس کے بعد مونیومینٹل سٹیڈیم میں موجود 85 ہزار شائقین کے لیے لیزر لائٹ شو، براہِ راست موسیقی اور خصوصی تقریبات کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اگست میں اپنی ریٹائرمنٹ کا اعلان کرتے ہوئے میسی کا کہنا تھا کہ یہ ایک تکلیف دہ فیصلہ ہے، لیکن 'اب وقت آ گیا ہے۔'

آٹھ مرتبہ بیلن ڈی آور جیتنے والے میسی نے بتایا کہ انھوں نے ورلڈ کپ فائنل میں ارجنٹینا کی سپین کے ہاتھوں فائنل میں شکست کے دو دن 21 جولائی کو اپنی ریٹائرمنٹ کا پیغام تحریر کر لیا تھا۔

میسی نے 2005 میں ہنگری کے خلاف ایک دوستانہ میچ کے دوران 63ویں منٹ میں متبادل کھلاڑی کے طور پر میدان میں آ کر ارجنٹینا کے لیے اپنے کیریئر کا آغاز کیا تھا۔

تاہم میسی کو میدان میں اترے ایک منٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ انھیں واپس جانا پڑا جب ان کا بازو حریف کھلاڑی ولموش وانژاک سے ٹکرا گیا اور ریفری نے انھیں سیدھا ریڈ کارڈ دکھا دیا۔

بین الاقوامی فٹبال میں مشکل آغاز کے باوجود میسی بعد میں کھیل کی

اسی طرح بین الاقوامی فٹبال میں مجموعی گولوں کی فہرست میں بھی وہ 126 گولوں کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہیں، جہاں ان سے آگے ان کے ہم عصر

اور روایتی حریف پرتگال کے کرسٹیانو رونالڈو ہیں، جن کے نام 146 گول ہیں۔

میرے پاس اس جرسی کا شکریہ ادا کرنے کے سوا کچھ

میسی نے اپنے آخری بین الاقوامی میچ کے بعد خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 'اب میرے پاس اس جرسی کا شکریہ ادا کرنے کے سوا کچھ نہیں بچا۔'

'20 برس تک، حتیٰ کہ بدترین ادوار میں بھی، میں نے کبھی جدوجہد کرنا، آگے بڑھنا، اپنی پوری صلاحیت لگانا اور یہاں تک پہنچنے کے لیے پوری طاقت لگا دی۔'

ان کا کہنا تھا کہ 'اب ارجنٹینا کی قومی ٹیم کا حصہ نہ رہنا میرے لیے بہت تکلیف دہ ہوگا۔'

اگر یہ فیصلہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں پوری زندگی یہاں رہنا پسند کرتا، کیونکہ ارجنٹائن کے لیے کھیلنا دنیا کی سب سے خوبصورت چیز ہے۔'

'میرا خیال ہے کہ آج میں شاید پہلے سے کہیں زیادہ بات کر رہا ہوں، کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ لمحہ کبھی ختم ہو۔'

'لیکن میرا خیال ہے کہ اب میرے ریٹائر ہونے کا وقت آ گیا ہے۔'

ان کا کہنا تھا کہ پچھلے ورلڈ کپ کے دوران جو کچھ ہوا اس نے ہمارے لیے بہت مشکلات پیدا کیں۔

'2022 میں ہمارا خواب صرف میرا ذاتی خواب کی تعبیر نہیں بلکہ پورے ملک کے خواب کو حقیقت بنانا تھا، یعنی ایک بار پھر عالمی چیمپئن بننا۔ اور ہم نے یہ کر دکھایا۔'

تاہم قومی ٹیم سے ریٹائرمنٹ کے باوجود میسی میجر لیگ سوکر (ایم ایل ایس) کی ٹیم انٹر میامی کے لیے کھیلنا جاری رکھیں گے۔ ان کا معاہدہ 2028 کے سیزن کے اختتام تک برقرار ہے۔

بیونس آئرس میں جشن کی فضا سے بھرپور اس رات کے دوران کئی مواقع پر میسی جذبات سے مغلوب دکھائی دیے۔

وہ سٹیڈیم جاتے ہوئے ٹیم بس میں آنسو پونچھتے ہوئے دکھائی دیے، جبکہ قومی ترانے کے دوران بھی وہ کافی جذباتی نظر آئے۔

کک آف سے قبل شاندار آتش بازی کے ذریعے کھلاڑیوں کا استقبال کیا گیا، جبکہ میدان پر ارجنٹینا کی ٹیم کی دیوہیکل جرسی بچھائی گئی تھی جس پر میسی کا مشہور نمبر 10 اور ہسپانوی زبان کا لفظ گراسیس (شکریہ) درج تھا۔

میچ شروع ہونے کے 10 منٹ بعد کھیل ایک بار پھر روک دیا گیا تاکہ مزید آتش بازی کا مظاہرہ کیا جا سکے۔

اس موقع پر میسی کے اعزاز میں شائقین نے کھڑے ہو کر بھرپور داد دی، جبکہ بینزن کے تمام کھلاڑیوں نے ان سے مصافحہ بھی کیا۔

جب یہ تمام تقریبات ختم ہوئیں تو میسی اپنے اسی روپ میں نظر آئے جس کے لیے وہ جانے جاتے ہیں اور بینزن کے خلاف انھوں نے بھرپور کھیل پیش کیا۔

'میں زندگی بھر ان کا شکرگزار رہوں گا'

برازیل کے فارورڈ اور میسی کے سابق بارسلونا اور پیرس سینٹ جرمین کے ساتھی نیمار نے ایکس پر لکھا کہ صرف ارجنٹینا ہی آپ کا شکرگزار نہیں بلکہ پوری دنیا فٹبال کے لیے آپ کی خدمات پر آپ کی ممنون ہے۔

آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے فٹبال سے اور بھی زیادہ محبت کرنا سکھایا۔ آپ کے خلاف کھیلنا میرے لیے اعزاز کی بات تھی، اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپ کے ساتھ تاریخ کا حصہ بننے کا موقع ملا۔

میسی کے قریبی دوست اور قومی و کلب سطح پر ان کے ساتھی کھلاڑی

روڈریگو ڈی پال کا کہنا تھا کہ میسی نے نہ صرف مجھے ایک فٹبالر کے طور پر بلکہ ایک انسان کے طور پر بھی بہتر بننے میں مدد دی۔

میں ایک بہتر انسان، بہتر کھلاڑی، بہتر والد اور بہتر دوست بنا۔

میں انھیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ میرے بھائی ہیں اور ان کا دل بہت بڑا ہے۔

ارجنٹینا کے سابق کھلاڑی اینخل دی ماریا کا کہنا ہے کہ انھیں اس قدر خوش اور مطمئن دیکھ کر انھیں معلوم ہے کہ انھوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائی لگائی ہیں، یہی چیز ہم سب کے لیے خوشی کا باعث ہے۔

میسی کے بعد 10 نمبر جرسی کون پہنے گا؟

لیونل میسی کی ریٹائرمنٹ کے بعد اب ارجنٹینا کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ 10 نمبر جرسی کون پہنے گا۔

ارجنٹینا کے کوچ لیونل سکالونی فی الحال اس بحث کو فوری طور پر آگے بڑھانے سے گریز کر رہے تھے۔ فیفا کی ویب سائٹ پر شائع ایک رپورٹ کے مطابق سکالونی نے کہا ہے کہ بولیویا اور برکینا فاسو کے خلاف میچوں میں کوئی بھی کھلاڑی نمبر 10 کی جرسی نہیں پہنے گا۔

سکالونی پہلے ہی اعلان کر چکے ہیں کہ کرسٹیان رومیرو ارجنٹینا کے نئے کپتان ہوں گے، جبکہ ایمیلیانو مارٹینیز قیادت کی ذمہ داری سنبھالنے کے لیے اگلی ترجیح ہوں گے۔ تاہم ارجنٹائن کی مشہور نمبر 10 کی جرسی کس کھلاڑی کو ملے گی، یہ سوال اب بھی جواب طلب ہے۔

ڈیاگو میراڈونا کے دور کے بعد ایریل اورٹیگا ان کھلاڑیوں میں شامل تھے جنھوں نے یہ نمبر اپنے نام کیا۔ لیکن 2009 میں جب میسی نے نمبر 10 کی جرسی سنبھالی تو پھر اس بات میں کبھی کوئی ابہام نہیں رہا کہ یہ جرسی کس کی شناخت بن چکی ہے۔ اب میسی کی ریٹائرمنٹ کے بعد ارجنٹینا فٹبال ایک نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔

ماضی میں ماریو کیمپس، ڈیاگو میراڈونا اور لیونل میسی نے اس جرسی سے جڑی روایات کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ بائیں پاؤں سے کھیلنے والے یہ تینوں غیر معمولی کھلاڑی اپنی ڈربلنگ، گیند پر شاندار کنٹرول، تخلیقی صلاحیتوں اور ذہانت کے باعث ارجنٹینا کے فٹبال کی علامت بن گئے۔

میسی کے بعد جن کھلاڑیوں کے متعلق قیاس آرائی کی جا رہی ہے کہ انھیں نمبر 10 کی جرسی مل سکتی ہے ان میں نیکو پاز اور فرانکو ماستانتونو کے نام سرفہرست ہیں۔

بائیں پاؤں سے کھیلنے والے 22 سالہ مڈفیلڈر نیکو پاز اپنی تخلیقی صلاحیت، کھیل کے دوران مؤثر نقل و حرکت اور کھیل کی عمدہ سمجھ بوجھ کے لیے جانے جاتے ہیں۔

ان کے کھیل میں مہارت اور تحمل کا ایسا امتزاج دکھائی دیتا ہے جو انھیں حتمی حملوں میں فرق پیدا کرنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ وہ نہ صرف مواقع تخلیق کر سکتے ہیں بلکہ فیصلہ کن لمحات میں میچ کا رخ بدلنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

نمبر 10 کی جرسی کے مستقبل کے ممکنہ امیدواروں کی فہرست میں فرانکو ماستانتونو کا نام بھی نمایاں ہے۔ صرف 19 برس کی عمر میں ماستانتونو بائیں پاؤں کی غیر معمولی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی طاقتور شاٹ، گیند پر قریبی کنٹرول اور مدافع کھلاڑیوں کو آسانی سے پیچھے چھوڑنے کی صلاحیت انھیں نمایاں بناتی ہے۔

ان کا لمبا اور دبلا جسمانی ڈھانچہ بھی ان کے کھیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ وہ گیند کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے اور بغیر گیند کے مؤثر دوڑیں لگاتے ہوئے حریف دفاع پر دباؤ ڈالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

س_موسم خریف میں جسمانی کسلمندی اور سستی کا علاج کیا ہے؟
ج_خریف میں سورج کی زاویائی روشنی بدلتی ہے جس سے جسم میں ملکیٹنن (Melatonin) کی مقدار پر اثر پڑتا ہے_صبح سورج نکلنے کے پہلے آدھے گھنٹے کے اندر 10 منٹ ننگے پاؤں گھاس یا مٹی پر چلیں اور گہرے سانس لیں_
یہ زمین کی برقی توانائی (Earthing) سے آپ کی کسلمندی دور کرے گا_
س_جوڑوں کا درد چاند کی تاریخوں (نئی اور مکمل چاند) کے ساتھ کیوں بڑھتا ہے؟
ج_چاند کا جاذبی اثر جیسے سمندر کے مدوجزر پر ہوتا ہے، ویسے ہی انسان کے جسمانی سیال (Body Fluids) پر بھی پڑتا ہے_
قمری مہینے کی 13،14،15 اور 28،29،30 کو جسم میں پانی کا تناؤ بڑھتا ہے_
ان دنوں میں نمک کی مقدار کم کریں اور شام کے وقت گرم پانی میں گلاب کا عرق ملا کر پیئیں_
س_ہڈیوں کے گودے (Bone Marrow) کو باطنی اور جسمانی طور پر طاقتور کیسے بنایا جائے؟
ج_ہڈیوں کا گودا انسان کی تمام تر حیاتیاتی توانائی (Prana / Qi) کا مرکز ہے_
ہفتے میں دو بار بکرے کی ہڈیوں کا سوپ (Bone Broth) یا یخنی بنائیں جس میں دارچینی، کالی مرچ اور تھوڑا سا دیسی گھی شامل ہو_یہ جسمانی اور باطنی مدافعت کو ناقابل تسخیر بناتا ہے_
س_نیند کے دوران دماغی صفائی (Glymatic System) کو کیسے تیز کیا جائے؟
ج_سوتے وقت دماغ اپنے فضلات صاف کرتا ہے_اس کے لیے رات کا کھانا غروبِ آفتاب کے فوراً بعد کھالیں_
سونے سے پہلے گردن کے پچھلے حصے پر تلوں کے تپتے ہوئے (نیم گرم) تیل سے ہلکی مالش کریں اور بائیں کروٹ سوئیں_
س_سردیوں کی آمد سے پہلے بار بار زکام اور گلے کی خرابی کا حل؟
ج_یہ جسم کے بلغم (Kapha) کے غیر متوازن ہونے کی علامت ہے_
روزانہ صبح نیم گرم پانی میں ایک چٹکی دیسی اجوائن اور دو قطرے لیموں کا رس ملا کر گھونٹ گھونٹ پیئیں_
س_چہرے کی باطنی چمک (Aura) اور رنگت کو کیسے نکھارا جائے؟
ج_چہرے پر صرف ظاہری کریمیں کام نہیں کرتیں_
زعفران کے دو ریشے رات کو عرقِ گلاب میں بھگو دیں_
صبح اس پانی سے چہرے پر ہلکا چھڑکاؤ کریں_چھڑکاؤ کرنے کے بعد ایک بار دعا کے انداز میں ہاتھ باندھ کر پھر ایک بار چہرے پر ہاتھ پھیریں_
س_بلڈ پریشر یکایک بڑھ جائے تو فوری ایکو پریشر پوائنٹ کون سا ہے؟
ج_اپنے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے نیچے والے ابھرے ہوئے حصے (Venus Mount) کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے 2 منٹ تک دورانیے کے ساتھ دبائیں یا کسی سے دباؤ دلوا لیں اور سانس کو آہستہ آہستہ چھوڑیں_
س_دانتوں اور جبڑے کے شدید درد کے لیے کون سا فوری نقطہ (Point) ہے؟
ج_شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان جو گوشت والی جگہ (PointLI-4) ہے_اسے دوسرے ہاتھ سے زور سے 1 سے 2 منٹ تک دبائیں_اس سے جبڑے کے اعصاب کو فوری سکون ملتا ہے_
تین بار ایسا ہی کریں_
س_مسلسل خیالات اور دماغی ہاہاکار (Overthinking) کو کیسے روکا جائے؟
ج_جب خیالات کی شدت بڑھ جائے تو اپنی زبان کو تالو کے ساتھ لگا لیں اور صرف اپنی ناف (Navel) پر توجہ مرکوز کریں ※
3 سے پانچ منٹ کے اندر اندر دماغی ہلچل تھم جائے گی_

س_خواتین کے ہارمونز کی خرابی کے لیے کون سی مدرا (Mudra) مفید ہے؟
ج_پرتھوی مدرا (Prithvi Mudra): انگوٹھے کے سرے کو انامیکا (Ring Finger) کے سرے سے ملا کر رکھیں اور باقی تین انگلیاں سیدھی رکھیں_روزانہ 15 منٹ خالی پیٹ یا کھانا کھانے کے چار گھنٹے بعد اس نشست میں خاموش ہو کر بیٹھیں_
س_آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اور تھکاوٹ کا باطنی سبب کیا ہے؟
ج_یہ گردوں (Kidneys) کی توانائی میں کمی کا اشارہ ہے_دن کے وقت پانی کا استعمال زیادہ کریں اور شام 7 بجے کے بعد پانی کی مقدار انتہائی کم کر دیں_
(بوقت ضرورت ہی تھوڑی سی مقدار میں پانی پیئیں)
رات کو دونوں پاؤں کے تلوؤں پر زیتون کے تیل کی دس سے پندرہ منٹ تک مالش کریں_
س_کیا خریف میں فاقہ کشی (Fasting) زیادہ اثر دکھاتی ہے؟
ج_جی ہاں، موسم خریف جسمانی سموم (Toxins) کے اخراج کے لیے بہترین وقت ہے_ہفتے میں ایک دن کم از کم 16 گھنٹے کا فاقہ (Intermittent Fasting) آپ کے خلیات کی از سر نو مرمت (Autophagy) کو فعال کر دیتا ہے_
س_معدے کی تیزابیت اور جلن کا فوری حل؟
ایک چمچ اسپغول کا چھلکا اور چوتھائی چمچ تخمِ بالنگا گرم پانی میں ملا کر 5 منٹ کے لیے رکھ دیں اور پھر پی لیں_
یہ معدے کی دیواروں پر حفاظتی تہہ بنا دیتا ہے_
س_خوف اور ناگہانی گھبراہٹ کو کیسے کنٹرول کریں؟
ج_جب بھی شدید گھبراہٹ ہو، "4-7-8" کا قاعدہ اپنائیں_4 سیکنڈ میں سانس ناک کے ذریعے اندر کھینچیں، 7 سیکنڈ روکیں، اور 7 سیکنڈ ناک کے ذریعے سے ہی باہر نکالیں_
(ایسا نو بار لازم کریں)
س_جسمانی طاقت اور ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کرنے والی بہترین ورزش؟
ج_بھجنگ آسن (Cobra Pose) پیٹ کے بل لیٹ کر ہاتھوں کے سہارے سینے کو اوپر اٹھائیں_یہ ریڑھ کی ہڈی میں حیات بخش توانائی کو بیدار کرتا ہے_

س_دل کو سکون اور اطمینان دینے والی تدبیر؟
ہفتے میں ایک بار غروبِ آفتاب کے وقت 15 منٹ کے لیے بالکل خاموش نشست اختیار کریں، آنکھیں بند رکھیں اور اپنے دل کی دھڑکن کو سننے کی کوشش کریں_
س_بال گرنے اور وقت سے پہلے سفید ہونے کا سبب؟
جسم میں لوہے (Iron) کی کمی اور ذہنی کشیدگی_آملہ اور ہارڈ کا پاؤڈر ہم وزن ملا کر رات کو آدھا چمچ پانی کے ساتھ لیں_
س_نیند نہ آنے (Insomnia) کی صورت میں کیا کیا جائے؟
ج_سونے سے قبل اپنے دونوں کانوں کے پیچھے تلوں کا تیل لگائیں اور پاؤں کو نیم گرم نمکین پانی میں 10 منٹ ڈبو کر رکھیں_
س_حافظہ اور یادداشت تیز کرنے کے لیے دیسی نسخہ؟
ج_صبح نہار منہ 7 عدد بھیگے ہوئے بادام اور 1 عدد چھوٹی الائچی کو چبا کر کھائیں_
(اکیس دن ایسا ہی کریں اور یہ کھانا کے ایک گھنٹہ بعد ہی ناشتہ کرنا چاہیں تو کریں)
س_جسم میں پانی کی کمی (Dehydration) کو جانچنے کا آسان طریقہ؟
ج_اپنے ہاتھ کی پشت کی جلد کو اوپر اٹھا کر چھوڑیں_
اگر وہ فوری اپنی جگہ واپس چلی جائے تو پانی کا تناسب ٹھیک ہے، اگر وقت لے تو فوراً پانی پیئیں_
س_خریف کے موسم کا خاص باطنی پیغام کیا ہے؟
ج_خریف ہمیں سکھاتا ہے کہ پرانی، ناکارہ اور غیر ضروری باتوں، حسد اور کینوں کو دل سے جھاڑ دیں تاکہ آنے والے وقت میں نئے اور خوبصورت احساسات جنم لے سکیں_

تصاویر۔ عبدالستار قریشی

ڈی آئی جی ایسٹ آفس میں سینئر اسسٹنٹ
سید صابر علی شاہ
کے اعزاز میں باوقار ریٹائرمنٹ تقریب

ڈی آئی جی ایسٹ آفس کراچی میں لیگل برانچ کے سینئر اسسٹنٹ سید صابر علی شاہ کی گراں قدر اور ممتاز خدمات کے اعتراف میں ایک باوقار ریٹائرمنٹ تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کا مشترکہ اہتمام لیگل برانچ اور انٹرنیشنل پولیس ایسوسی ایشن (آئی پی اے)، پاکستان سیکشن، سندھ ریجن-5 نے کیا۔ تقریب میں سینئر پولیس افسران، آئی پی اے کے نمائندگان اور سول سوسائٹی کی ممتاز شخصیات نے شرکت کی۔

خراجِ تحسین اور یادگاری شیلڈز کی پیشکش

تقریب کا آغاز سالار جدون کی تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔

تقریب میں شریک معزز شخصیات، جن میں ڈی آئی جی ایسٹ ڈاکٹر فرخ علی، بریگیڈیئر قرار حسین، ایس ایس پی طاہر خان، ایس ایس پی انعم تجمل، ڈی ایس پی ایڈمن، ایڈیشنل آئی جی کے پی او نثار جدون، ڈی ایس پی امین احمد، آئی پی اے سندھ ریجن-5 کے سیکریٹری طارق جدون، انسپکٹر اکمل نیاز رائے، انسپکٹر لیگل شفقت منگی، لیڈی انسپکٹر فوزیہ اور الغوثیہ ویلفیئر فاؤنڈیشن کے حسین روموی شامل تھے، نے سید صابر علی شاہ کی پیشہ ورانہ مہارت، لگن اور عوامی خدمت کے لیے طویل وابستگی کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

ان کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں ڈی آئی جی ایسٹ ڈاکٹر فرخ علی نے آئی پی اے سندھ ریجن-5 کے سیکریٹری طارق جدون کے ہمراہ سید صابر علی شاہ کو یادگاری شیلڈ پیش کی۔ اظہارِ تشکر اور خیر سگالی کے طور پر ڈی آئی جی ایسٹ ڈاکٹر فرخ علی نے ایسٹ زون پولیس اور آئی پی اے کی جانب سے بریگیڈیئر قرار حسین کو بھی اعزازی شیلڈ پیش کی۔

ثقافتی جھلکیاں اور الوداعی استقبالیہ

تقریب کی میزبانی معروف پاکستانی فنکار، کامیڈین اور گلوکار سلیم آفریدی نے نہایت عمدگی سے کی۔ انہوں نے نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے تقریب کو مزید پُررونق بنایا۔

الوداعی تقریب کے سلسلے میں ڈی آئی جی ایسٹ آفس کے ساتھیوں اور انتظامی عملے نے سید صابر علی شاہ کو روایتی اعزازات پیش کیے، جن میں رسمی ٹوپی، الوداعی تحائف اور خصوصی طور پر تیار کردہ یادگاری اشیا شامل تھیں۔ پروگرام کا اختتام معزز مہمانوں اور ساتھیوں کی شرکت سے استقبالیہ اور عشائیے پر ہوا۔

آئی پی اے کی فلاحی سرگرمیوں کا فروغ

اس موقع پر انٹرنیشنل پولیس ایسوسی ایشن، پاکستان سیکشن، سندھ ریجن-5 کی کمیونٹی ویلفیئر اور سماجی ترقی کی سرگرمیوں کو بھی اجاگر کیا گیا۔

عوامی صحت سے متعلق آگاہی: منتظمین نے حالیہ مشترکہ بلیو واک اور پنک کاز مہمات کو اجاگر کیا، جن کا مقصد عوام میں چھاتی کے سرطان کے بارے میں آگاہی پیدا کرنا اور بروقت تشخیص و طبی مشاورت کی اہمیت کو اجاگر کرنا تھا۔

ماحولیاتی تحفظ آئی پی اے گرین: ماحولیاتی پائیداری کے عزم کو مزید مضبوط بناتے ہوئے آئی پی اے نے اپنے آئی پی اے گرین اقدام کے تحت شجرکاری کو بھی فروغ دیا۔ رحمت خان جدون، عبدالخالق انصاری، سفیر جتوئی، سید صابر علی شاہ اور لیڈی انسپکٹر فوزیہ نے پودے لگائے، جو سرسبز اور صحت مند کراچی کے لیے ان کے مشترکہ عزم کی عکاسی کرتا ہے۔

نئے سفر کے لیے نیک تمنائیں

تقریب خوشگوار اور پُروقار ماحول میں اختتام پذیر ہوئی۔ شرکا نے اجتماعی دعا کی اور سید صابر علی شاہ کے لیے ریٹائرمنٹ کے بعد کی زندگی میں اچھی صحت، خوشی، درازیٔ عمر اور کامیابی کے لیے دلی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اس موقع نے باہمی رفاقت، احترام اور عوامی خدمت کے لیے وقف افراد کی قدردانی کے جذبے کو اجاگر کیا۔

روٹری کلب کراچی انٹراسٹی کے زیرِ اہتمام
ڈاکٹر رتھ فاؤ کی انسانی خدمات کو خراجِ تحسین

رپورٹ۔زاہد علی شاہ

کراچی: روٹری کلب کراچی انٹراسٹی کے زیرِ اہتمام ڈاکٹر رتھ فاؤ کی بے مثال زندگی، انسانیت کے لیے ان کی بے لوث خدمات اور جذام کے خلاف ان کی تاریخی جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ایک خصوصی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔

تقریب کا انعقاد ڈاکٹر رتھ فاؤ کی سالگرہ کے موقع پر کیا گیا، جس میں میری ایڈیلیڈ لیپروسی سینٹر کی تقریباً سات دہائیوں پر محیط انسانی خدمت اور معاشرے کے محروم طبقات کے لیے اس کی مسلسل کاوشوں کو بھی سراہا گیا۔

تقریب میں جناب طارق مصطفیٰ، ایڈوائزر ٹو گورنر سندھ، ایس ایس پی زیشان صدیقی، محترمہ شہناز وزیر علی، وائس چانسلر SZABIST، سابق وزیرِ مملکت اور سابق رکنِ قومی اسمبلی، ڈاکٹر علی مرتضیٰ، ڈائریکٹر پروگرامز میری ایڈیلیڈ لیپروسی سینٹر، جناب سراج الدین عزیز، بینکنگ محتسب پاکستان، اور جناب محفوظ النبی، سربراہ قائدِ ملت میموریل کمیٹی سمیت روٹری کلب کراچی انٹراسٹی کے اراکین اور دیگر معزز مہمانوں نے شرکت کی۔

اس موقع پر جناب طارق مصطفیٰ، ایس ایس پی زیشان صدیقی، محترمہ شہناز وزیر علی، ڈاکٹر علی مرتضیٰ، جناب سراج الدین عزیز اور جناب محفوظ النبی نے ڈاکٹر رتھ فاؤ کی عظیم انسانی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا اور ان کی زندگی کو ہمدردی، عزم، محبت اور بے لوث خدمت کی روشن مثال قرار دیا۔ مقررین نے ڈاکٹر رتھ فاؤ کی جانب سے جذام سے متاثرہ افراد کے لیے علاج، آگاہی اور بحالی کے ساتھ ساتھ عزت، وقار اور امید فراہم کرنے کی کاوشوں کو سراہا اور میری ایڈیلیڈ لیپروسی سینٹر کی مسلسل خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ ڈاکٹر رتھ فاؤ کی میراث صرف طبی خدمات تک محدود نہیں بلکہ انسانیت، مساوات اور ہر فرد کے وقار کے احترام کا ایک عظیم پیغام ہے۔

اس موقع پر روٹری کلب کراچی انٹراسٹی کے صدر سید نسیم شاہ نے کہا کہ ڈاکٹر رتھ فاؤ کی زندگی خدمتِ انسانیت اور بے لوث جذبے کی ایک روشن مثال ہے۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ان کی خدمات اور مشن سے متاثر ہو کر معاشرے میں فلاح و بہبود اور انسانیت کی خدمت کے لیے کاوشیں جاری رکھی جائیں گی۔

مقررین نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ڈاکٹر رتھ فاؤ کے مشن کو آگے بڑھانا ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور ان کی زندگی آنے والی نسلوں کے لیے خدمت، ہمدردی اور انسان دوستی کا ایک روشن مینار ہے۔

تقریب کے اختتام پر تمام معزز مہمانوں، روٹری اراکین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے ڈاکٹر رتھ فاؤ کی عظیم انسانی میراث کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے تقریب میں شرکت کی۔

روٹری کلب کراچی انٹراسٹی نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ خدمتِ انسانیت، معاشرتی بہبود اور کمیونٹی سروس کے فروغ کے لیے اپنی کاوشیں جاری رکھے گا۔

قطر سے سیالکوٹ آنے والا جہاز فلائٹ ریڈار 24 پر پاکستان اور انڈیا کے درمیان ’بار بار گھومتا‘ کیوں دکھائی دیا؟

پاکستان کے صوبہ پنجاب میں واقع سیالکوٹ ایئر پورٹ کے ترجمان نے قطر ایئر ویز کی پرواز سے متعلق خبروں کو ’غلط اور گمراہ کن‘ قرار دیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ یہ پرواز انڈیا کے زیرِ انتظام جموں ایئر پورٹ نہیں بلکہ سیالکوٹ کے ہوائی اڈے پر ہی اُتری تھی۔

سیالکوٹ ایئر پورٹ کے ترجمان کی جانب سے جاری کیے گئے بیان میں کہا گیا ہے کہ دوحہ سے سیالکوٹ آنے والی قطر ایئر ویز کی پرواز 27 ستمبر کو علی الصبح سیالکوٹ اتری اور اس نے اپنے مقررہ وقت کے مطابق دوبارہ دوحہ کے لیے اُڑان بھری۔

یہ وضاحت ایک نجی میڈیا چینل کی اس رپورٹ کے بعد سامنے آئی جس میں ایوی ایشن ذرائع کے حوالے سے قطر ایئر ویز کی پرواز کی جموں میں لینڈنگ کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ اس رپورٹ میں فلائٹ ریڈار 24 نامی فلائٹ ٹریکنگ سافٹ ویئر کا حوالہ دیا گیا تھا جس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ قطر سے آنے والی یہ پرواز کیو آر 630 سیالکوٹ سے آگے جموں کی طرف بڑھتی ہے اور فضا میں ایک مقام پر بار بار چکر لگاتی ہے۔

ترجمان سیالکوٹ ایئر پورٹ نے مزید بتایا کہ نجی سافٹ ویئر فلائٹ ریڈار 24 میں تکنیکی خرابی اور جی پی ایس کی غلط معلومات کی وجہ سے اس مخصوص فلائٹ کو غلط بتایا اور دکھایا گیا ہے۔

اُن کا کہنا تھا کہ یہ پرواز سیالکوٹ ایئر پورٹ پر ہی اُتری، جس کی تصدیق پاکستان ایئر پورٹ اتھارٹی کے ریڈار سسٹم سے بھی کی جا سکتی ہے۔

ترجمان نے کہا کہ سافٹ ویئر کی تکنیکی خرابی صاف آویزاں ہے جس میں سافٹ ویئر میں جہاز کو بار بار گھومتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔

ماہرین کے مطابق سیٹلائٹ سے آنے والے سگنلز نسبتاً کمزور ہوتے ہیں، جنھیں زیادہ طاقتور اور بدنیتی پر مبنی سگنلز کے ذریعے متاثر یا گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ روس کی جانب سے یوکرین پر حملے اور مشرقِ وسطیٰ میں تنازع کے بعد ایسے واقعات میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا ہے۔

فلائٹ ریڈار 24 میں خرابی کن وجوہات کی بنا پر ہو سکتی ہے؟

دُنیا بھر میں ہوائی جہازوں کی لائیو ٹریکنگ کرنے والی کمپنی ’فلائٹ ریڈار 24‘ کے مطابق سافٹ ویئر میں خرابی متعدد وجوہات کی بنا پر ہو سکتی ہے۔ بی بی سی نے اس معاملے پر فلائٹ ٹریکنگ کمپنی فلائٹ ریڈار 24 سے بھی رابطہ کیا ہے اور اس سے مذکورہ پرواز کی ٹریکنگ اور سیالکوٹ ایئر پورٹ کے ترجمان کے بیان پر مؤقف مانگا ہے، تاہم کمپنی کی جانب سے تاحال کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

فلائٹ ریڈار 24 کی ویب سائٹ کے مطابق بعض اوقات ٹرانسپونڈر کی جانب سے غلط محلِ وقوع کا ڈیٹا منتقل ہونے کے باعث کسی پرواز کا راستہ یا مقام ٹریکنگ سسٹم پر غلط دکھائی دے سکتا ہے۔ تاہم کمپنی نے اس مخصوص پرواز کے بارے میں تاحال ایسی کسی تکنیکی خرابی کی تصدیق نہیں کی۔ اسی نوعیت کا واقعہ رواں برس مئی میں پیش آیا جب برطانیہ کے وزیرِ دفاع جان ہیلی رائل ایئر فورس کے ایک طیارے میں ایسٹونیا کے اوپر سے روسی سرحد کے قریب محوِ پرواز تھے۔

بی بی سی نے اس پرواز کے اعداد و شمار دیکھے جس کے مطابق طیارے کا ٹرانسپونڈر اچانک یہ دکھانے لگا تھا کہ وہ روس کے اندر اور اس مقام سے 300 کلومیٹر دور ہیں جہاں وہ چند لمحے پہلے موجود تھے۔

ایسا لگ رہا تھا کہ ان کا جہاز سینٹ پیٹرز برگ کے قریب ایک جھیل کے اوپر صرف 11 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ رہا ہے۔

یہ سب ٹھیک نہیں تھا۔ طیارے کا نیویگیشن سسٹم جی پی ایس کی جعلسازی کی وجہ سے غلطی کا شکار ہو گیا تھا۔

یاد رہے کہ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کسی علاقے میں ریڈیو سگنلز کی بڑی تعداد پھیل جاتی ہے جو جی پی ایس سیٹلائٹس کے سگنلز جیسی ہوتی ہیں۔

کیونکہ سیٹلائٹس کے سگنلز زمین تک پہنچ کر کمزور ہو جاتے ہیں اس لیے زمین پر موجود ایک ٹرانسمیٹر زیادہ طاقتور جعلی سگنلز بھیج سکتا ہے جنھیں طیاروں سمیت نیویگیشن سسٹمز اپنا لیتے ہیں۔

یہ کام زیادہ تر فوجی کارروائیوں کے درمیان ہوتا ہے تاکہ دشمن کے لمبے فاصلے کے میزائل اور چھوٹے ڈرون جیسے جی پی ایس پر انحصار کرنے والے ہتھیاروں کی درستگی کو کم کیا جا سکے۔

’وجہ جی پی ایس سگنلز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہو سکتی ہے‘

پاکستان کی ایک نجی ایئر لائن سے وابستہ پائلٹ نے بی بی سی کو بتایا کہ اگر ریڈار پر کوئی طیارہ ایک ہی جگہ پر گھومتا دکھائی دے تو اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ فضا میں ’ہولڈ‘ کر رہا ہو۔

اُن کے بقول بعض اوقات موسم کی خرابی یا دیگر وجوہات کی بنا پر رن وے دستیاب نہ ہو تو پائلٹ طیارے کو ایک مخصوص بلندی پر لے جا کر رن وے کلیئر ہونے کا انتظار کرتا ہے۔

تاہم قطر ایئر ویز کی اس پرواز کے معاملے میں اُن کے مطابق بظاہر ایسا لگتا ہے کہ طیارے کو گلوبل نیویگیشن سیٹلائٹ سسٹم (جی این ایس ایس) کے سگنل میں خلل کا سامنا تھا۔ تکنیکی زبان میں اسے ’جی پی ایس سپوفنگ‘ یا ’جیمنگ‘ کہا جاتا ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ مشرقِ وسطیٰ میں جاری تنازع کے باعث پائلٹس کو اس طرح کی صورتحال کا سامنا رہتا ہے۔ کیونکہ ترقی یافتہ ممالک کے پاس ایسی ٹیکنالوجی ہے جو ان سگنلز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر سکتی ہے۔

’خود میرے ساتھ ایسا ہوا کہ میں دبئی کی فلائٹ لے جا رہا تھا اور ریڈار پر یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ ہم افغانستان کے اوپر سے گزر رہے ہیں۔‘

پائلٹ کے مطابق دنیا بھر کی فضاؤں میں پرواز کرنے والے طیاروں کا فلائٹ نمبر اور دیگر متعلقہ ڈیٹا فلائٹ ٹریکنگ سسٹمز کو دستیاب ہوتا ہے، اس لیے اُن کے خیال میں ایسی صورتحال میں محض ڈیٹا کی غلطی کا امکان کم ہوتا ہے۔

اُن کے بقول اس معاملے میں بھی بظاہر فلائٹ ٹریکنگ سسٹم میں خرابی کا امکان ہے۔ چونکہ سیالکوٹ اور جموں ایئر پورٹ نسبتاً ایک دوسرے کے قریب ہیں، اس لیے ممکن ہے کہ سسٹم نے غلطی سے یہ ظاہر کیا ہو کہ طیارہ جموں ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا ہے۔

اُن کے مطابق سیالکوٹ اور جموں ایئر پورٹ کے درمیان فاصلہ تقریباً 30 میل ہے۔

وہ شخص جس کا بچپن ایف بی آئی سے بھاگتے گزرا

کوڈ ورڈ میں بات اور ہجوم میں خفیہ اہلکاروں کو پہچاننے کی تربیت

’جب میں چھوٹا بچہ تھا تب بھی وہ مجھے انقلابی باتیں سکھاتے تھے۔۔۔ انھوں نے مجھے سکھایا کہ ہجوم میں سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس اور ایف بی آئی کے اہلکاروں کو کیسے پہچانا جا سکتا ہے۔۔۔ انھوں نے مجھے یہ بھی سکھایا کہ فون پر کوڈ ورڈ میں بات کیسے کی جائے۔۔۔ میرے لیے یہ سب کسی کھیل کی طرح تھا۔‘

زید ایئرز ڈورن کا بچپن دوسرے عام بچوں جیسا نہیں تھا۔

ان کے کمرے کی دیواروں پر ڈزنی کے کرداروں کی تصاویر نہیں تھیں۔ اس کے بجائے چی گویرا اور ہو چی منہ کی تصاویر آویزاں ہوتی تھیں۔ کئی برس تک وہ پری سکول نہیں جا سکے۔ ان کے لیے گھر والوں کے ساتھ کیمپنگ پر جانے کا مطلب محض سیر و تفریح نہیں ہوتا تھا۔ ایک موقع پر تو ایسی ایک کیمپنگ کا مقصد جیل توڑنے کی کارروائی سے قبل ایک وفاقی جیل کا جائزہ لینا تھا۔

جب زید پیدا ہوئے تو ان کی والدہ برناڈین ڈورن ایف بی آئی کو مطلوب ترین مفرور افراد میں شامل تھیں۔ وہ ویدر انڈر گراؤنڈ نامی ایک شدت پسند جنگ مخالف تنظیم کی رہنما تھیں، جو امریکہ میں عدم مساوات اور نسلی ناانصافی کو اجاگر کرنے کے لیے بم دھماکوں کی ایک مہم چلا رہی تھی۔ اس مہم کا ہدف حکومت کی اہم عمارتیں تھیں، جن میں کیپیٹل، پینٹاگون اور محکمہ خارجہ بھی شامل تھے۔

ان کے والد بل ایئرز بھی اس گروہ کے شریک بانیوں میں شامل تھے۔ اس کی وجہ سے خاندان کو فرضی شناختوں کے تحت زندگی گزارنا پڑی، وہ بار بار رہائش تبدیل کرتے اور گرفتاری کے خطرے سے ہمیشہ خبردار رہتے تھے۔

تاہم زید کے لیے یہ سب معمول کی زندگی کا حصہ تھا۔

’مجھے معلوم تھا کہ ایف بی آئی ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ انھوں نے مجھ سے اس بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ مجھے یہ سب کچھ اس انداز میں سمجھاتے تھے جو اُن کے خیال میں ایک بچے کے لیے سمجھنے کے لیے آسان تھا۔ آپ یوں سمجھیں کہ انھوں نے ہمیں رابن ہڈ سے تشبیہ دی تھے۔ ہم قانون سے مفرور ایسے لوگ تھے جو امیروں سے لے کر غریبوں کو دیتے تھے، اس طرح کی باتیں۔‘

زید کے والدین کا تعلق سفید فام متوسط طبقے کے نسبتاً آسودہ گھرانوں سے تھا۔ ان کی والدہ شکاگو یونیورسٹی میں قانون کی طالبہ تھیں اور اپنی تعلیم میں نمایاں کارکردگی رکھتی تھیں۔ لیکن 1966 میں جب مارٹن لوتھر کنگ جونیئر شکاگو آئے اور کرایوں میں اضافے کے خلاف احتجاج کرنے والے کارکنوں کی حمایت کی تو وہ اس تحریک میں سرگرم ہوگئیں۔ وہ اس بات پر قائل ہوگئیں تھیں کہ امریکہ میں مزید تبدیلی کی ضرورت ہے۔

کنگ کے قتل، اور اس کے بعد بلیک پینتھر تنظیم کے رہنما فریڈ ہیمپٹن کی پولیس فائرنگ میں ہلاکت نے انھیں مزید شدت پسندانہ سوچ کی طرف دھکیل دیا۔

زید بتاتے ہیں کہ ’میرے خیال میں اسی واقعے نے میری والدہ اور ان جیسے کئی دوسرے لوگوں کو بہت زیادہ انتہا کی طرف دھکیل دیا۔ وہ [ہیمپٹن] کو نہ صرف اپنا دوست سمجھتی تھیں بلکہ انھیں اپنا رول ماڈل بھی مانتی تھیں، اور ان کی حکومت نے انھیں مار ڈالا تھا۔‘

زید کے مطابق ابتدائی طور پر ویتنام جنگ اور لازمی فوجی بھرتی کی مخالفت نے ان کے والد کو اس گروہ کی طرف مائل کیا۔

وہ بتاتے ہیں کہ اس زمانے میں ان کا ایک نعرہ تھا: ’جنگ کو گھر تک لے آؤ (برنگ دی وار ہوم)‘ جس کا مطلب یہ تھا کہ ویتنام میں جنگ کے باعث ہونے والے تشدد کو امریکہ کی سڑکوں تک لایا جائے اور اسے وہاں عملی صورت دی جائے۔

ان کے مطابق اس کا مقصد یہ تھا کہ ’لوگوں کو جھنجھوڑا جا سکے اور انھیں دکھایا جا سکے کہ ان کی حکومت بیرونِ ملک کیا کر رہی ہے اور ملک کے اندر سیاہ فام گروہوں اور رہنماؤں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھ رہی ہے۔‘

آج کے زمانے میں یہ امر بالکل خیالی لگتا ہے کہ متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے طلبہ کا ایک گروہ ملک کی سب سے محفوظ سرکاری عمارتوں میں کامیابی سے بم نصب کر سکتا ہے۔ تاہم زید کا کہنا ہے کہ وہ نوجوان، سفید فام اور تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے ان سے جڑی معاشرتی توقعات اور مفروضوں سے فائدہ اٹھانے میں کامیاب رہے۔

خواتین سیکریٹریوں کے روپ میں عمارتوں میں داخل ہوتیں، معلومات اکٹھی کرتیں اور نسبتاً غیر نمایاں جگہوں جیسے کہ خواتین کے بیت الخلا میں دھماکا خیز مواد نصب کرتیں۔

زید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ’ان کو فائدہ یہ تھا کہ وہ کالج سے تعلیم یافتہ، پراعتماد انداز میں بات کرنے والے اور نسبتاً خوش حال سفید فام لوگ تھے جن کے اقتدار کے ان مراکز میں موجودگی پر کسی کو حیرت نہیں ہوتی تھی۔‘

اس گروہ کی نسلی حیثیت نے بلیک لبریشن آرمی کے ساتھ اس کے تعلقات کو بھی فروغ دیا۔ بلیک لبریشن آرمی بلیک پینتھر پارٹی سے نکلنے والا ایک گروہ تھا۔

سفید فام کارکن اپنی رسائی اور نسبتاً گمنام رہنے کی صلاحیت کو سیاہ فام کارکنوں کی مدد کے لیے استعمال کرتے جس میں جیل سے فرار کی

ایف بی آئی نے ویدر انڈر گراؤنڈ کو مقامی دہشت گرد گروہ نامزد کر دیا تھا

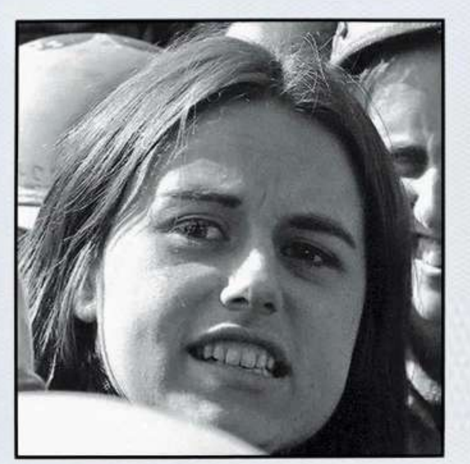

1968 میں ایک مظاہرے کے دوران طالب علم کارکن برناڈین کی لی گئی ایک تصویر

1970 کی دہائی کے اواخر میں زید کی اپنے والدین اور چھوٹے بھائی کے ساتھ لی گئی تصویر

2022 میں نیو یارک کے ٹریبیکا فلم فیسٹیول میں زید کے پوڈکاسٹ ’مدر کنٹری ریڈیکلز‘ کے پریمیئر کے موقع پر برناڈین، زید اور بل کی لی گئی تصویر

کارروائیوں اور دیگر غیر قانونی سرگرمیوں کے بعد فرار میں مدد دینے کے لیے گاڑی چلانے جیسے کام بھی شامل تھے۔

لیکن جیسے جیسے زید بڑے ہوتے گئے، اس خفیہ زندگی نے ان کے بچپن کو زیادہ متاثر کرنا شروع کر دیا۔ سرکاری دستاویزات نہ ہونے کے باعث وہ سکول نہیں جا سکتے تھے، اور اُن کے زیادہ تر دوست بھی ہم خیال کارکنوں کے بچوں پر مشتمل تھے۔

ان کے بچپن کا بڑا حصہ دوسرے امریکی بچوں کی طرح گزرا، جس میں سڑکوں پر طویل سفر، خاندانی سیر و تفریح اور کیمپنگ کی چھٹیاں شامل تھیں۔

1970 میں ویدر انڈر گراؤنڈ کے بم دھماکے کے بعد ایک پولیس عمارت کے ملبے کے قریب تعمیراتی کارکن اور پولیس اہلکار موجود ہیں

تاہم ان سرگرمیوں میں بھی ایک واضح انقلابی رنگ موجود ہوتا تھا۔

زید بتاتے ہیں 'ہم یقیناً کبھی ڈزنی لینڈ، امریکی کانگریس کی عمارت یا ایسی کسی جگہ نہیں گئے۔ میرے والدین مجھے انقلابی جدوجہد سے جڑی جگہیں دکھانے لے جاتے تھے۔۔۔ وہ مقامات جہاں ان کے ہیرو مارے گئے تھے۔۔۔ جہاں پولیس نے فریڈ ہیمپٹن کو قتل کیا تھا، جہاں جان براؤن کو پھانسی دی گئی تھی، اور وہ جگہ جہاں نیٹ ٹرنر نے غلاموں کی بغاوت کی قیادت کی تھی۔ اس طرح یہ دراصل امریکہ کی ایسی سیر تھی جسے وہ ایک ایسے ملک کے طور پر دیکھتے تھے جس کے خلاف وہ جدوجہد کر رہے تھے۔'

کئی برس بعد جا کر انھیں معلوم ہوا کہ گھر والوں کے ساتھ کیا جانے والے کیمپنگ کے سفر کا درحقیقت ایک اور مقصد بھی تھا۔ کیمپ اُس وفاقی جیل سے ایک کلومیٹر سے بھی کم فاصلے پر تھا جہاں بلیک پینتھر تنظیم کے ایک رکن کو قید رکھا گیا تھا۔

ان کے والدین نے اس سفر کو جیل کا جائزہ لینے کے لیے استعمال کیا تھا تاکہ ممکنہ فرار کی کسی کوشش سے پہلے وہاں کے حالات کا مطالعہ کیا جا سکے۔

زید کا ماننا ہے کہ اُن کے والدین کی کوشش ہوتی تھی کہ کسی کو جسمانی نقصان نہ پہنچے۔ دھماکوں سے پہلے خبردار کرنے کے لیے فون کیے جاتے تھے اور دھماکا خیز آلات کے پھٹنے کا وقت ایسا رکھا جاتا جب عمارتیں خالی ہوتی تھیں۔ لیکن ان کے بقول جب کوئی تحریک تشدد کا راستہ اختیار کر لیتی ہے تو پھر سانحات سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

'بعض اوقات ان کے فیصلے خطرناک، پرخطر اور حتیٰ کہ الٹا نقصان پہنچانے والے بھی تھے۔۔۔ انھوں نے ایسے کام کیے جو نہایت ہولناک اور المناک ثابت ہو سکتے تھے۔'

زید کی پیدائش سے پہلے بم بنانے کے دوران ہونے والے ایک حادثے میں اُن کے والد کی اُس وقت کی گرل فرینڈ اور گروہ کے دو دیگر ارکان ہلاک ہو گئے تھے۔

زید کہتے ہیں کہ وہ بچپن ہی سے ان خطرات سے واقف تھے۔

'مجھے یقیناً اس کی فکر رہتی تھی۔۔۔ میرے ایسے دوست تھے جن کے والدین مارے گئے تھے۔ میرے ایسے دوست بھی تھے جن کے والدین بہت طویل عرصے تک جیل میں رہے تھے۔'

بڑے ہونے اور والد بننے کے بعد زید کئی برسوں تک اپنے والدین کے فیصلوں کے بارے میں سوچتے رہے۔

وہ اپنے والدین کی سوچ کا موازنہ اُن لوگوں سے کرتے ہیں جو رضاکارانہ طور پر فوج میں بھرتی ہوتے ہیں۔ اُن کے مطابق ان کے والدین اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ وہ اپنی ہی حکومت کے خلاف ایک

زید کی پیدائش سے پہلے بم بنانے کے دوران ہونے والے ایک حادثے میں اُن کے والد کی گرل فرینڈ اور گروہ کے دو دیگر ارکان ہلاک ہو گئے تھے

جنگ میں شامل ہیں اور وہ اس کے نتائج بھگتنے کے لیے بھی تیار تھے۔ 'کئی حوالوں سے مجھے اُن پر فخر ہے۔۔۔ ایک ایسے وقت میں جب امریکہ میں زیادہ تر لوگ، اور خاص طور پر زیادہ تر سفید فام لوگ، اپنے سامنے ہونے والی ناانصافی کو نظرانداز کر دیتے تھے اور اس کے خلاف کچھ نہیں کرتے تھے، میرے والدین اُن لوگوں میں شامل تھے جو اصرار کرتے تھے کہ کچھ نہ کچھ ضرور کیا جانا چاہیے۔' تاہم زید کے لیے یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ اگر ان کے اپنے بچے گھر پر موجود ہوں تو وہ خود کسی بینک ڈکیتی یا کسی قیدی کو جیل سے فرار کروانے جیسا قدم اٹھائیں۔

'لیکن میرا خیال ہے کہ یہ بھی اپنے آپ میں ایک طرح کی مراعات یافتہ حیثیت ہے۔ میرے نزدیک دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس جبر اور ناانصافی کے خلاف جدوجہد کی خاطر اپنے خاندانوں کو خطرے میں ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔'

زید کے چھوٹے بھائی کی پیدائش کے بعد ان کی والدہ برناڈین نے بالآخر خود کو قانون کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ خاندان کی زندگی کسی حد تک معمول پر آ جائے۔

ابتدا میں ایف بی آئی کی تفتیش میں غیر قانونی طریقوں کے استعمال اور دیگر غلطیوں کی وجہ سے انھیں جیل نہیں کاٹنی پڑی۔ تاہم جب انھوں نے ویدر انڈر گراؤنڈ کے اپنے ساتھی ارکان کے خلاف گواہی دینے سے انکار کیا تو انھیں تقریباً ایک سال کے لیے قید کر دیا گیا۔

اس دوران زید کے والد کو نہ صرف زید اور اُن کے چھوٹے بھائی کی دیکھ بھال کرنی پڑی بلکہ ایک اور قید کارکن کے بچے کی ذمہ داری بھی سنبھالنی پڑی۔

اس وقت پانچ سالہ زید کے لیے یہ صورتِ حال تکلیف دہ تھی۔ وہ کافی ناراض اور پریشان تھے اور اپنی والدہ سے گھر واپس آنے کی منتیں کرتے تھے۔ جیل سے برناڈین انھیں خطوط لکھتی تھیں جن میں وہ اپنے فیصلوں کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتیں۔ زید آج بھی وہ خطوط پڑھتے ہیں۔

زید کہتے ہیں کہ 'وہ لکھتی تھیں کہ ماں ہونا ان کے لیے دنیا کی سب سے اہم چیز ہے لیکن انقلابی ہونا بھی ان کے لیے اتنا ہی اہم ہے۔'

'مثال کے طور پر وہ اپنے ہیروز کا ذکر کرتی تھیں، جیسے مارٹن لوتھر کنگ جونیئر، فریڈ ہیمپٹن اور میلکم ایکس۔ وہ کہتی تھیں کہ یہ سب لوگ ایک مقصد کے لیے جدوجہد کرتے تھے، اور ان سب کے بھی بچے تھے۔'

آج ان کے دونوں والدین اسی برس کی دہائی میں ہیں۔

زید اپنے والدین کو 'بہترین دادا دادی' قرار دیتے ہیں، لیکن ساتھ ہی اس خیال پر ہنستے بھی ہیں کہ بڑھتی عمر کے ساتھ ان کی سیاسی سوچ میں نرمی آ گئی ہے۔

خفیہ زندگی ترک کرنے کے بعد ان کی والدہ قانون کی پروفیسر بن گئیں اور تقریباً چار دہائیوں تک ایک قانونی فرم چلاتی رہیں جہاں وہ ان لوگوں کی مدد کرتی تھیں جن کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ غیر منصفانہ فوجداری نظام نے انھیں نظرانداز کیا ہے یا ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ان کے والد بھی پروفیسر بن گئے اور انھوں نے خود کو سرکاری تعلیمی نظام میں اصلاحات کے لیے وقف کر دیا۔

ان کے طریقۂ کار تو بدل گئے تھے لیکن ان کے نظریات وہی ہیں۔

زید کہتے ہیں کہ 'اگر کوئی انھیں معتدل مزاج یا لبرل کہے تو وہ انھیں کافی ناگوار گزرتا ہے۔'

یہ مضمون بی بی سی ورلڈ سروس کے پروگرام آؤٹ لُک کی ایک قسط 'امریکہ کے مطلوب ترین افراد: فرار کی زندگی گزارنے والا میرا خاندان' پر مبنی ہے۔

سید آصف رضا

اعلانِ تقرری

ماہنامہ کرائم بیورو نے
سید آصف رضا کو رحیم یار خان کا
بیورو چیف اور تنویر منیر کو ڈپٹی بیورو چیف مقرر کیا ہے اشتہارات
خبروں اور مضامین کیلئے ان سے رابطہ کیا جائے۔ ادارہ

تنویر منیر

انڈیا میں ہزاروں مظاہرین کا چیف الیکشن کمشنر کے استعفے کے لیے سپریم کورٹ تک مارچ

انڈیا میں ہزاروں اپوزیشن حامیوں نے انتخابی فہرستوں میں مبینہ دھوکہ دہی کے خلاف احتجاج اور چیف الیکشن کمشنر کے استعفے کا مطالبہ کرتے ہوئے نئی دہلی میں انڈین سپریم کورٹ تک مارچ کیا ہے۔

پیر کو ہونے والا 'مارچ فار ڈیموکریسی' حالیہ مظاہروں کی ایک کڑی تھا، جس کے دوران دارالحکومت میں ہزاروں سکیورٹی اہلکار تعینات کیے گئے اور

سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ ہفتے کے آخر میں ہزاروں مظاہرین کو حراست میں لیا گیا تھا۔

کانگریس رہنما راہل گاندھی نے عدالت میں ایک درخواست دائر کی جس میں اس عمل کو چیلنج کیا گیا جس سے ووٹر فہرستوں سے کروڑوں نام خارج کیے گئے تھے۔

اپوزیشن جماعتوں کا الزام ہے کہ اس نظرثانی سے وزیراعظم نریندر مودی کی حکمراں بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ الیکشن کمیشن اور بی جے پی اس الزام کو مسترد کرتے ہیں۔

کئی ہفتوں سے پولیس کی جانب سے امن وامان کا حوالہ دیتے ہوئے احتجاج کی درخواستیں مسترد کی جا رہی تھیں۔ ہفتے کے آخر میں کاکروچ جنتا پارٹی (سی جے پی) کی جانب سے احتجاج کرنے کی کوشش کے نتیجے میں دلی میں ہزاروں مظاہرین کو حراست میں لیا گیا۔

راہل گاندھی نے پیر کے مارچ میں شرکت کے لیے 'تمام اپوزیشن جماعتوں، سول سوسائٹی گروپوں (اور) جمہوریت پر یقین رکھنے والے تمام افراد' کو دعوت دی تھی۔

ایک پریس کانفرنس میں انھوں نے وہ خط شیئر کیا جو کہ انھوں نے اور کانگریس صدر ملیکارجن کھرگے نے چیف جسٹس سوریا کانت کو لکھا تھا، جس میں چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے طرزِ عمل سے متعلق اپنے تحفظات بیان کیے گئے تھے۔ اپنی درخواست دائر کرنے کے بعد کانت نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ معاملہ پہلے ہی عدالت کے سامنے ہے اور اس لیے زیرِ سماعت ہے، یعنی وہ اس بارے میں بات نہیں کر سکتے۔

لیکن انھوں نے مزید کہا کہ 'میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی کسی بھی درخواست کی قانون کے مطابق جلد از جلد سماعت کی جائے گی۔'

مرکزی دلی اور مارچ کے راستے پر سکیورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے تھے جبکہ ٹریفک اور بعض میٹرو سٹیشنوں پر داخلے اور اخراج پر پابندیاں عائد تھیں۔

راہل گاندھی اور دیگر اپوزیشن رہنماؤں کو لے جانے والی ایک بس بڑا کھمبا روڈ سے عدالت کی جانب روانہ ہوئی۔ حامی جھنڈے لہراتے اور ان کا نام نعرے کے طور پر دہراتے رہے جبکہ کانگریس کے رکنِ پارلیمان اور دیگر رہنما کھڑکیوں سے ہاتھ ہلا رہے تھے۔ ان کے چند قطار پیچھے طالبہ رہنما نیہا بورا بیٹھی تھیں جو ان احتجاجی مظاہروں میں نمایاں حیثیت حاصل کر چکی ہیں۔ چند کلومیٹر آگے منڈی ہاؤس نامی مقام پر بس رکی اور راہل گاندھی اور چند دیگر افراد حمایتیوں کو ہاتھ ہلانے کے لیے گاڑی کی چھت پر چڑھ گئے، جہاں سڑک کے کنارے ہزاروں افراد موجود تھے۔ کئی مظاہرین یہاں کھڑی دوسری بسوں پر بھی چڑھ گئے جبکہ کچھ لوگ جھنڈے لہراتے اور ڈھول کی

تھاپ اور زوردار نعروں کے درمیان حکومت مخالف نعرے لگا رہے تھے۔

ایک شخص نے خبر رساں ادارے اے ایف پی کو بتایا کہ 'اگر وہ ہم سے ووٹ دینے کا حق چھین لیں تو ہمارے پاس کیا باقی رہ جاتا ہے؟'

ایک اور شخص نے اس مارچ کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت انڈیا کے 'بنیادی ڈھانچے کو بچانے کی جنگ' قرار دیا۔ گذشتہ ایک ہفتے کے دوران راہل گاندھی سمیت اپوزیشن کے سرکردہ رہنماؤں کو مرکزی دلی میں احتجاج کی قیادت کرتے ہوئے کئی بار مختصر مدت کے لیے حراست میں لیا گیا ہے۔

اتوار کو سی جے پی نے کہا کہ وہ اس وقت تک احتجاج جاری رکھے گی جب تک چیف الیکشن کمشنر کمار اپنے عہدے سے مستعفی نہیں ہو جاتے۔

ماضی میں سی جے پی کے احتجاج کے نتیجے میں انڈیا کے وفاقی وزیرِ تعلیم کا استعفیٰ سامنے آیا تھا۔ اس نے سنیچر کے روز جنتر منتر تک مارچ کی کال دی تھی۔ جنتر منتر دہلی کا سب سے معروف احتجاجی مقام ہے جہاں دھرنے بھی منعقد ہو چکے ہیں۔

لیکن دلی کی انتظامیہ نے ایسی وسیع پابندیاں عائد کیں جن کی وجہ سے مظاہرین کے لیے سفر کرنا اور جنتر منتر پہنچنا تقریباً ناممکن ہو گیا۔ ٹرینیں منسوخ کر دی گئیں، درجنوں میٹرو سٹیشن بند کر دیے گئے اور مظاہرین کو حراست میں لینے کے لیے دسیوں ہزار پولیس اور نیم فوجی اہلکار سڑکوں پر تعینات تھے۔

وزارتِ داخلہ نے اب اعلان کیا ہے کہ جنتر منتر پر مزید مظاہروں کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اجازت ملنے کی صورت میں تین دیگر مقامات کو متبادل کے طور پر فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔

ابھیجیت دیپکے سمیت سی جے پی کے کئی رہنماؤں کو احتجاج میں شرکت کے لیے دہلی پہنچنے پر طیارے سے اترتے ہی ڈرامائی انداز میں حراست میں لیا گیا تھا۔ انھیں ایک دن بعد رہا کیا گیا۔ دیپکے اپنی دادی کی آخری رسومات میں شرکت کے لیے واپس گھر چلے گئے جبکہ داس اور رانکا نے ایک پریس کانفرنس کی جس میں انھوں نے کہا کہ احتجاج جاری رہے گا۔ دونوں رہنماؤں نے کہا ہے کہ وہ پولیس سے احتجاج کے لیے نئی تاریخ طلب کریں گے۔

سنیچر کو پولیس نے ہزاروں افراد کو حراست میں لینے کے بعد رہا کیا، جن میں کئی صحافی بھی شامل تھے۔ احتجاج کی بعض ویڈیوز اور تصاویر میں پولیس اہلکاروں کو لوگوں، جن میں خواتین بھی شامل تھیں، کو زبردستی گھسیٹتے اور بسوں میں دھکیلتے دکھایا گیا ہے۔

بی بی سی نے ایک ایسی ویڈیو بھی ریکارڈ کی جس میں ایک پولیس اہلکار کو بس کے اندر ایک حراست میں لیے گئے شخص کو تھپڑ مارتے دیکھا جا سکتا ہے۔ دلی پولیس نے مظاہرین کے خلاف تشدد کے استعمال سے متعلق سوالات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

ایک بیان میں رپورٹرز ود آؤٹ بارڈرز نے کم از کم 16 انڈین صحافیوں کو حراست میں لیے جانے کی مذمت کی ہے۔

اس نے کہا کہ 'عوامی مفاد کے واقعات کی رپورٹنگ کرنا جرم نہیں۔ یہ ان کا کام ہے۔ پریس کے خلاف پولیس کی کارروائیاں ناقابلِ قبول ہیں۔'

راہل گاندھی نے کہا کہ وہ نوجوان انڈین شہریوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا جن کے 'دلوں میں محبت ہے، نفرت یا غصہ نہیں۔'

بی جے پی کے صدر نتن نبین نے اپوزیشن جماعتوں اور سی جے پی پر الزام عائد کیا کہ وہ 'غیر ملکی قوتوں کے ایما پر' انڈیا کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاہم انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ ان قوتوں سے ان کی مراد کون لوگ ہیں۔

کیا انڈے کی زردی کھانے سے دل کے دورے کا خطرہ بڑھتا ہے، اور ایک دن میں کتنے انڈے کھانے چاہییں؟

دنیا بھر میں انڈوں کو صحتمند غذا کے طور پر جانا جاتا ہے۔ تاہم، اِن کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں اب بھی کئی سوالات موجود ہیں۔

کیا مرغی کے انڈے کھانے سے کولیسٹرول بڑھتا ہے؟ ایک دن میں کتنے انڈے کھائے جا سکتے ہیں؟ دیسی مرغی کے انڈے بہتر ہیں یا برائلر مرغی کے؟ کیا کچے انڈے کھائے جا سکتے ہیں؟

ایسے کئی سوالات ہیں۔ آیئے جانتے ہیں کہ ان سوالات کے بارے میں ماہر غذائیت کیا کہتے ہیں۔

انڈوں میں کون سے غذائی اجزا ہوتے ہیں؟

ماہر غذائیات ڈاکٹر ارون کمار بتاتے ہیں کہ ایک انڈے میں اوسطاً 60 کیلوریز ہوتی ہیں اور اس میں چھ گرام اعلیٰ معیار کا پروٹین ہوتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ انڈوں میں موجود پروٹین کو اعلیٰ معیار کا اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے۔'

اسی وجہ سے دیگر غذاؤں میں موجود پروٹین کے فوائد کا جائزہ لیتے وقت انڈے کے پروٹین کو معیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

اسے انڈے کے پروٹین کو 'گولڈ سٹینڈرڈ' سمجھا جاتا ہے۔

کیا انڈے کی زردی جسم کے لیے نقصان دہ ہے؟

لوگوں میں عام تاثر یہ ہے کہ صرف انڈے کی سفیدی ہی جسم کے لیے اچھی ہوتی ہے، لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ سفیدی اور زردی دونوں میں پروٹین موجود ہوتا ہے، صرف سفیدی میں ہی پروٹین نہیں ہوتا۔

زردی میں کولین ہوتا ہے، جو دماغی اور اعصابی نظام کے لیے ایک اہم غذائی جز ہے۔ حاملہ خواتین اور رحم میں موجود بچے کے لیے یہ ایک بہت اہم غذائی جزو ہے۔

اس میں لیوٹین اور زیکسینتھین جیسے غذائی اجزا بھی ہوتے ہیں، جو اعصابی نظام اور آنکھوں کی صحت کے لیے ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ، انڈوں میں وٹامن ڈی جیسے غذائی اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔

نیشنل سینٹر فار بائیوٹیکنالوجی انفارمیشن (این سی بی آئی) کی ایک تحقیق اس کی تصدیق کرتی ہے، جس کے مطابق مرغی کے انڈے کولین، فولیٹ، وٹامن ڈی، آئیوڈین، بی وٹامنز اور اعلیٰ معیار کے پروٹین کا ذریعہ ہیں۔

اس میں کہا گیا ہے کہ صحت سے متعلق قومی ادارے اس وقت انڈوں کو زیادہ کولیسٹرول اور دل سے متعلق بیماریوں کے خطرے کا سبب نہیں سمجھتے۔

ایک دن میں کتنے انڈے کھا سکتے ہیں؟

عالمی ادارۂ صحت کے مطابق، چھ ماہ کی عمر سے بچوں کی غذا میں انڈے شامل کیے جا سکتے ہیں۔

چھوٹے بچوں کے لیے: ایک سے دو انڈے

حاملہ خواتین کے لیے: دو انڈوں تک

بزرگوں کے لیے: کولین کی ضرورت پوری کرنے کے لیے دو انڈے

ایسے افراد جو زیادہ ورزش کرتے ہیں اور جنھیں اضافی پروٹین درکار ہوتا ہے: روزانہ تین سے چار انڈے کھا سکتے ہیں۔

زیادہ تر لوگ آسانی سے روزانہ ایک سے دو انڈے کھا سکتے ہیں۔

یہاں دو انڈوں سے مراد زردی سمیت مکمل انڈے ہیں۔

کیا انڈے کی زردی کھانے سے دل کا دورہ پڑ سکتا ہے؟

کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ انڈے کی زردی میں کولیسٹرول زیادہ ہوتا ہے، جو خون کی نالیوں میں جمع ہو کر دل کا دورہ پڑنے کا سبب بن سکتا ہے، لیکن ڈاکٹر ارون کمار کا کہنا ہے کہ اس معاملے کو سمجھنا ضروری ہے۔

وہ کہتے ہیں: 'یہ درست ہے کہ ایک انڈے کی زردی میں تقریباً 200 ملی گرام کولیسٹرول ہوتا ہے، لیکن غذا سے حاصل ہونے والے کولیسٹرول اور خون میں موجود کولیسٹرول کے تعلق کو سمجھنا اہم ہے۔'

'یہ ایک غلط تصور ہے کہ خون میں موجود تمام کولیسٹرول صرف خوراک سے آتا ہے۔ ان کے مطابق، روزانہ کولیسٹرول کی تجویز کردہ مقدار دو ہزار ملی گرام ہے، جو تقریباً 10 انڈوں میں پائی جانے والی مقدار کے برابر ہے۔'

جسم خود بھی جگر میں کولیسٹرول بناتا ہے۔

ڈاکٹر ارون کمار کہتے ہیں: 'جب کوئی شخص روزانہ دو انڈے کھاتا ہے اور ان سے 400 ملی گرام کولیسٹرول حاصل کرتا ہے تو جگر کی طرف سے کولیسٹرول بنانے کی مقدار دو ہزار ملی گرام سے کم ہو جاتی ہے۔'

کولیسٹرول صرف انڈوں میں ہی نہیں بلکہ دودھ سے بنی مصنوعات اور گوشت والی غذاؤں میں بھی ہوتا ہے۔

وہ کہتے ہیں: 'اگرچہ خون میں ایل ڈی ایل کولیسٹرول کی زیادہ مقدار کو دل کے دورے کا سبب سمجھا جاتا ہے، لیکن اس تعلق کے بارے میں بحث اب بھی جاری ہے۔'

ان کے مطابق، اگرچہ اس میں کسی حد تک حقیقت ہو سکتی ہے، لیکن انڈوں سے حاصل ہونے والا غذائی کولیسٹرول خون میں کولیسٹرول کو اس حد تک نہیں بڑھاتا۔

اسی وجہ سے انڈے کی زردی نہ کھانے سے متعلق پرانی ہدایات میں اب نرمی آ گئی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ دل کی بیماری میں مبتلا افراد سمیت ہر شخص اعتدال کے ساتھ روزانہ ایک سے دو انڈے کھا سکتا ہے۔

مختلف تحقیقات میں پایا گیا ہے کہ غذا میں موجود چربی کا خون میں کولیسٹرول کی سطح اور ایتھیروسکلروسس کے خطرے پر بہت کم اثر پڑتا ہے۔

ڈاکٹر ارون کمار کہتے ہیں: صرف فیملیئل ہائپر کولیسٹرولیمیا میں مبتلا افراد کے خون میں ایل ڈی ایل کولیسٹرول کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔

یہ ایک نہایت نایاب کیفیت ہے، جس میں جسم کی کولیسٹرول کو قدرتی طور پر پراسیس کرنے کی صلاحیت بہت کم ہوتی ہے۔ اس لیے ایسے افراد کے لیے طبی مشورہ لینا اور زردی سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

ان لوگوں کے علاوہ باقی ہر شخص بلاجھجک زردی کھا سکتا ہے۔

اسی طرح، وہ بتاتے ہیں کہ انڈے کی زردی کھانے سے یرقان یا گردوں کی بیماری ہونے کا تصور بھی بے بنیاد ہے۔

امریکہ کے نیشنل سینٹر فار بائیوٹیکنالوجی انفارمیشن (این سی بی آئی) نے بھی اس بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔

جنوری 2026 میں این سی بی آئی کی جانب سے شائع کردہ رپورٹ کے مطابق: چونکہ انڈے غذائی کولیسٹرول کا ایک بڑا ذریعہ ہیں، اس لیے طویل عرصے سے یہ سفارش کی جاتی رہی ہے کہ خون میں کولیسٹرول کی سطح بڑھنے سے بچانے کے لیے انڈوں کی کھپت کم کی جائے۔

تاہم، مختلف مطالعات میں یہ پایا گیا ہے کہ غذا میں موجود چربی کا خون میں کولیسٹرول کی سطح اور ایتھیروسکلروسس کے خطرے پر، بہت کم اثر پڑتا ہے۔

ایتھیروسکلروسس ایسی حالت ہے جس میں شریانوں میں چربی جمع ہونے کے باعث وہ تنگ ہونے لگتی ہیں۔

کیا دیسی مرغی کے انڈے برائلر مرغی کے انڈوں سے بہتر ہوتے ہیں؟

دراصل دونوں قسم کے انڈوں میں پروٹین اور دیگر غذائی اجزا کی مقدار تقریباً یکساں ہوتی ہے۔

چونکہ دیسی مرغیاں قدرتی خوراک کھاتی ہیں، اس لیے ان کے انڈوں

میں کیروٹینائڈز کی مقدار کچھ زیادہ ہوسکتی ہے۔

ڈاکٹر ارون کمار کہتے ہیں کہ دیسی مرغی کے انڈے کی زردی نسبتاً موٹی اور گہرے پیلے رنگ کی ہوتی ہے، جبکہ دانہ یا فیڈ کھانے والی مرغیوں کے انڈوں کی زردی کا رنگ ہلکا ہوتا ہے۔

وہ کہتے ہیں: 'دیسی مرغیاں قدرتی طور پر گھاس اور کیڑے مکوڑے کھاتی ہیں، اس لیے ان کے انڈوں میں اومیگا 3 کی مقدار کچھ زیادہ ہوسکتی ہے۔' اس فرق کے علاوہ دونوں قسم کے انڈوں میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ دونوں میں پروٹین کی مقدار یکساں ہوتی ہے۔

وہ کہتے ہیں: 'جو لوگ پروٹین کے لیے انڈے کھاتے ہیں، وہ برائلر مرغی کے انڈے بلا جھجک کھا سکتے ہیں۔'

اُن کے بقول دیسی مرغی کے انڈوں کے لیے دو سے تین گنا زیادہ رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مرغیوں کو ہارمون کے انجیکشن لگانے کے بارے میں غلط فہمی کیا ہے؟

مرغیوں کو ہارمون کے انجیکشن لگانے کا دعویٰ طویل عرصے سے کیا جاتا رہا ہے۔ اس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ ہارمون کے انجیکشن لگا کر مرغیاں پالنا ممکن نہیں، کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو اس پر بہت زیادہ لاگت آئے گی۔

مرغیوں کو صرف بیماریوں سے بچاؤ کے لیے ویکسین لگائی جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ غلطی سے انھیں ہارمون کے انجیکشن سمجھ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر ارون کمار کہتے ہیں کہ اس دعوے کا کوئی سائنسی ثبوت نہیں ہے کہ انڈے یا چکن کھانے کی وجہ سے لڑکیاں کم عمری میں بالغ ہو رہی ہیں۔

ان کے مطابق، بچے آج کل صحت مند خوراک اور مناسب مقدار میں پروٹین حاصل کرنے کی وجہ سے تیزی سے نشوونما پا رہے ہیں۔

وہ کہتے ہیں: 'یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ گذشتہ 100 برسوں کے دوران سبزی خور افراد میں بھی بلوغت کی عمر کم ہوئی ہے۔' اس لیے اس کا دیسی یا برائلر مرغیوں کے انڈوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کیا انڈے کھانے سے گیس کا مسئلہ بڑھتا ہے؟

ڈاکٹر ارون کمار کہتے ہیں کہ انڈے کھانے سے گیس بڑھنے جیسے کوئی مضر اثرات نہیں ہوتے۔

تاہم، بعض لوگوں کو زردی کھانے سے ہلکی سی بے آرامی محسوس ہوسکتی ہے۔ ان کے مطابق، اگر آپ باقاعدگی سے زردی کھانا شروع کر دیں تو یہ علامات آہستہ آہستہ کم ہوسکتی ہیں۔

کیا کچے انڈے کھائے جاسکتے ہیں؟

کچے انڈے کھانے سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ کچے انڈوں میں سالمونیلا نامی بیکٹیریا موجود ہوسکتا ہے۔ اس کی وجہ سے شدید اسہال سمیت کئی مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔

کچے انڈوں میں موجود ایویڈن نامی کیمیائی مادہ جسم میں وٹامن بایوٹن کی مقدار کم کرسکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بعض غذائی اجزا کی کمی بھی ہوسکتی ہے۔ اسی لیے ڈاکٹر ارون کمار کا کہنا ہے کہ کچے انڈے کھانے سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔ انڈہ کھانے کے طریقوں، چاہے وہ ابلا ہوا ہو، آدھا ابلا ہوا، تلا ہوا یا کسی اور طریقے سے پکایا گیا ہو، میں بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر ارون کمار کہتے ہیں کہ انڈوں کے بارے میں غیر ضروری الجھن میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ موٹاپے اور ذیابیطس سمیت مختلف صحت کے مسائل رکھنے والے لوگ بھی انڈوں کو اپنی خوراک کا حصہ بنا سکتے ہیں، کیونکہ یہ غذائیت سے بھرپور غذا ہے۔

وہ مسافر جس نے فلائی دبئی پرواز کو 'گرانے کی کوشش کرنے والے پائلٹ' پر قابو پایا

'میں نے اسے گردن سے دبوچا اور باہر کھینچ لیا'

گذشتہ روز دبئی سے اسرائیل جانے والی فلائی دبئی کی پرواز کے مسافروں نے بتایا کہ کس طرح انھوں نے ایک پائلٹ پر قابو پایا جن کے بارے میں اسرائیلی وزیر اعظم نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ بظاہر اس طیارے کو گرانا چاہتے تھے۔ دوسری جانب کچھ مسافروں نے اس 'خوفناک' لمحے کو بیان کیا جب انھیں لگا کہ وہ مارے جائیں گے۔

اس سارے واقعے کے بعد خون آلود قمیض میں ملبوس یانیو ہیون نے اسرائیلی وزیر اعظم بنیامن نیتن یاہو کو بتایا کہ انھیں تب ہی احساس ہو گیا تھا کہ کچھ غلط ہے جب طیارہ اچانک تیزی سے نیچے گیا۔

دبئی سے تل ابیب جانے والی فلائی دبئی کی اس پرواز نے دو منٹ سے بھی کم وقت میں 17,000 فٹ (5,200m) کی بلندی کھوئی تھی۔

اسرائیلی وزیر اعظم کی جانب سے سوشل میڈیا پر پوسٹ کی گئی ایک ویڈیو میں ہیون کو کہتے سنا جاسکتا ہے کہ 'کسی نے چیخ ماری... پھر اندھیرا چھا گیا۔' ہیون نے دوسرے مسافروں کے ساتھ مل کر کاک پٹ کے دروازے کو دھکیل کر کھولنے کی کوشش کی لیکن جس پائلٹ پر چاقو سے حملہ کیا گیا تھا وہ اس کے بہت قریب تھا جس کی وجہ سے دروازہ کھولنے میں مشکل ہو رہی تھی۔ تاہم بیہوش ہونے سے قبل زخمی پائلٹ دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔

جب ہیون ایک اور مسافر کے ہمراہ کاک پٹ میں داخل ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک پائلٹ نیچے گرا ہوا ہے جبکہ دوسرا پائلٹ دو سیٹوں کے درمیان کاک پٹ کے آلات پر جھکا ہوا تھا۔ ہیون کا دعویٰ ہے کہ حملہ آور طیارے کو ناکارہ کرنے کے لیے آلات کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔' ہیون بتاتے ہیں کہ 'میں نے حملہ آور کو پکڑا، اسے گردن سے دبوچا اور اسے سب سے پہلے باہر کی طرف کھینچ لیا۔' 'ہم نے اسے باہر نکالا، یہ چند سیکنڈوں میں ہوا۔ میں نے ہوائی جہاز میں سوار دیگر اسرائیلی لڑکوں کو آواز دی۔ میں نے انھیں بلایا، اور دو اور لوگ میرے پاس آئے۔۔۔ ہم نے اس پر قابو پانے کے لیے اسے نیچے گرا دیا۔' ہیون نے بتایا کہ اس کے بعد وہ واپس کاک پٹ میں داخل ہوئے اور 'کنٹرول لیور کو کھینچنا شروع کیا۔'

جب نیتن یاہو نے ان سے پوچھا کہ کیا وہ جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ تو مسافر نے جواب دیا: 'جناب وزیر اعظم، میں ایئر کریش انویسٹیگیشن دیکھتا ہوں۔'

ہیون نے کہا کہ ہوائی جہاز پھر اوپر آنا شروع ہو گیا تھا۔ اس وقت تک، دو آن ڈیوٹی پائلٹ جو مسافروں کے کیبن میں موجود تھے، جہاز کے اگلے حصے تک پہنچ گئے تھے اور اُن میں سے ایک نے ہیون سے کہا کہ اب وہ جہاز کا کنٹرول سنبھال رہے ہیں۔

نیتن یاہو نے ہیون کی تعریف کرتے ہوئے انھیں 'عظیم ہیرو' اور 'شیر' قرار دیا۔

ایک اور مسافر زویکا مینیس نے اسرائیلی سرکاری نشریاتی ادارے 'کان' کو بتایا کہ انھوں نے حملہ آور پر قابو پانے میں مدد کی، اور مسافر اور دو دیگر افراد نے 'انھیں ان ہی کے زپ ٹائیز اور ملٹی میڈیا ہیڈ فون کی مدد سے باندھ دیا۔' ان کا مزید کہنا تھا کہ مسافر کیبن میں بیٹھے ایک اور پائلٹ اندر گئے اور انھوں نے جہاز کو لینڈ کیا۔ اس طرح فلائی دبئی کی پرواز بالآخر شمال مغربی سعودی عرب کے تبوک ہوائی اڈے پر اتری، اور بعد ازاں ایک دوسرے طیارے میں مسافروں کو تل ابیب کے بن گوریون ہوائی اڈے لے جایا گیا۔ تل ابیب پہنچنے پر ناچتے، گاتے اور اسرائیلی پرچم لہراتے ہجوم نے ان کا استقبال کیا۔

فلائی دبئی کی اس پرواز کے ایک مسافر ہیم لازاروچ نے صحافیوں کو بتایا 'خدا کا شکر ہے کہ میں زندہ ہوں۔' ان کا کہنا تھا کہ 'اس پرواز کا سب سے خوفناک لمحہ وہ تھا جب پائلٹ کنٹرول کھو بیٹھا تھا۔'

ایک 18 سالہ مسافر اوران چوئن نے اس واقعے کو 'بہت مشکل لمحہ' قرار دیتے ہوئے کہا کہ 'شاید یہ صرف پانچ منٹ تھے، لیکن یہ کسی عذاب کی طرح محسوس ہو رہا تھا- میں نے اپنے پیچھے اپنے بھائی کو چیختے ہوئے سنا کہ ہم مرنے والے ہیں۔' اسرائیل کی ایمبولینس سروس کے ایک پیرا میڈیک نے بعد میں بی بی سی کو بتایا کہ بہت سے لوگ جہاز سے اترتے وقت بہت جذباتی تھے اور رو رہے تھے۔ حملہ آور پائلٹ کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور سعودی حکام اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔

اسرائیلی وزیر دفاع اسرائیل کاٹز نے اسے 'جہادی دہشت گرد حملے کی کوشش' قرار دیا ہے۔ سرکاری سطح پر تا حال اس واقعے کی وجہ نہیں بتائی گئی ہے اور نہ ہی اس بارے میں مزید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا کہنا ہے کہ اس واقعے کے بعد انھوں نے نیتن یاہو سے بات کی تھی۔ امریکی صدر کا کہنا تھا کہ ایسا لگتا ہے کہ حملہ آور 'شاید دہشت گرد' تھا یا اس حملے کے پیچھے کچھ اور وجوہات تھیں۔

نیو معمار
سوئیٹس، بیکرز، نمکو
اینڈ ملک شاپ
MS SWEETS
نیو معمار
سوئیٹس، بیکرز، نمکو اینڈ ملک شاپ
محمد فیاض، محمد بابر
سماجی رہنما گلشن معمار

شہزادہ فیضان
ٹرانسپورٹ
24 HOURS
آل پاکستان
چوبیس گھنٹہ سروس
بکنگ پارٹی اور دیگر تقریبات
کے لیے رجوع کریں
MURREE
مقامی اور بین الصوبائی سفر
محفوظ اور آرام دہ سفر
ایئر کنڈیشنز سہولیات
مناسب کرایہ
آپ کا اعتماد ہی ہماری کامیابی ہے
فون/ واٹس ایپ:0311-1080460
عبدالرحمن